نورِ ایمان

ترجمہ وتشریح

روشنائی نامہ

مصنّف

سیّدنا پیر ناصر خسروؒ

مترجمہ

شہناز سلیم ہونزائی

نورِ ایمان

ترجمہ وتشریح

روشنائی نامہ

مصنّف

سیّدنا پیر ناصر خسروؒ

مترجمہ

شہناز سلیم ہونزائی

شائع کردہ

Institute for Spiritual Wisdom and
Luminous Science (ISW&LS)
© 2019
www.monoreality.org
www.ismaililiterature.com
www.ismaililiterature.org

ISW
LS

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science

Knowledge for a united humanity

ISBN 1-903440-64-5

انتساب

احمد ویرانی (مرحوم)، نسیم احمد ویرانی، نورین احمد ویرانی اور قرۃ العین احمد ویرانی کے نام

شہنشاہِ خدمات مرحوم احمد ویرانی علم کے فروغ کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے پیش پیش رہتے تھے، اور آج اس علمی کارنامے کی تکمیل سے بہشتِ برین میں ان کی روح یقیناً شادان و مسرور ہوگی۔

محترمہ نسیم ویرانی نے حصولِ علم اور فروغِ علم کو اپنی زندگی کا اوّلین مقصد بنالیا ہے اور وہ اپنی حیات کے ہر لمحے کو بمثلِ پروانہ، شمعِ علم پر نثار کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتی ہیں، آپ کی سرپرستی کے بغیر نورِ ایمان جیسا شاہکار قارئین کے ہاتھوں میں نہ پہنچ پاتا، اس دسترخوانِ عرفانی و نورانی سے علم کی خوشہ چینی کرنے والوں کو جو خوشی اور عقلی توانائی حاصل ہوگی وہ آپ اور آپ کے خاندان کیلئے ان شاء اللہ، ایک لازوال دُعا ہے۔

بارگاہِ ایزدی میں استدعا ہے کہ علمی خدمت کی یہ سعادتِ ازلی آپ اور آپ کی دختران نیک اختر نورین اور قرۃ العین کے توسط سے سدا جاری رہے! آمین۔

شہناز سلیم ہونزائی

نوروز، ۲۱ مارچ ۲۰۱۹ء

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

This page left blank for printing purpose

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فہرستِ مضامین

۱۔	پیش لفظ	ج
۲۔	تعارف روشنائی نامہ	۱
۳۔	عوام الناس کے بارے میں	۲۱
۴۔	گوشہ نشینی کے بارے میں	۲۸
۵۔	اچھے اور برے اخلاق کے بارے میں	۳۷
۶۔	پند و نصیحت کے بارے میں	۴۲
۷۔	ریاکار دوستوں کی مذمت کے بارے میں	۴۷
۸۔	چغل خوروں کی مذمت کے بارے میں	۶۰
۹۔	تقلید کی مذمت کے بارے میں	۶۳
۱۰۔	خاموشی اور راز کی حفاظت کے بارے میں	۷۱
۱۱۔	مرتبہ و مال کی مذمت کے بارے میں	۸۰
۱۲۔	افلاک و انجم کے بارے میں	۸۸
۱۳۔	رضا و تسلیم کے بارے میں	۹۳
۱۴۔	دنیا سے خطاب	۹۷
۱۵۔	شاعری اور شعر کہنے کے بارے میں	۱۰۲
۱۶۔	شعرا کی مذمت کے بارے میں	۱۰۵

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۱۷۔ گفتار اندر نسبت حالت و سبب مقالت ۱۰۹
۱۸۔ ارواحِ مقدس کے مشاہدات کے بارے میں ۱۱۲
۱۹۔ کتاب کی تاریخ کے بارے میں ۱۲۱
۲۰۔ خاتمۂ کتاب کے بارے میں.................................. ۱۲۸

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

پیش لفظ

روشنائی نامہ حکیم پیر ناصر خسرو قدس اللہ سرّہ کے پرحکمت اشعار کا مجموعہ ہے جس کا بنیادی موضوع خودشناسی اور خداشناسی ہے، اس کتاب کا مقصد عرفان و نور کی جستجو کرنے والے سالکان کی رہنمائی کرنا ہے جس کیلئے خودشناسی جیسے اہم تصور کو دیگر متعلقہ عنوانات سے مربوط کر کے بہت عمدہ انداز میں نصیحت کی گئی ہے۔

روشنائی نامہ میں کل ۳۲ فارسی نظمیں ہیں جن کے اشعار کی تعداد ایران سے شائع شدہ دیوان اشعار (تصحیح سید نصر اللہ تقوی، تیسرا ایڈیشن، ۱۳۷۲ھ) کے مطابق ۵۹۱ ہے، جن میں سے استادِ محترم بزرگوار علامہ نصیر الدین نصیؔر ہونزائی دامت فیوضاتہ نے ۳۵۳ اشعار پر مشتمل ۱۴ نظموں کا ترجمہ کیا ہے اور ان کی تشریح بھی تحریر فرمائی ہے، ان میں سے ایک نظم "در شناختنِ نفس" موصوف کی کتاب شہدِ بہشت میں شائع ہوئی ہے جبکہ باقی نظمیں نورِ عرفان اور نورِ ایقان نامی دو کتابچوں کی صورت میں دی اسمٰعیلی طریقہ اینڈ ریلیجس ایجوکیشن بورڈ کی جانب سے شائع ہو چکی ہیں۔

روشنائی نامہ کی آخری ۱۸ نظموں کے ۲۳۸ اشعار کے ترجمہ کا کام کرنے کے لئے بزرگوار علامہ صاحبؒ کی نظرِ عنایت اس ذرّۂ خاک پر پڑی اور آپ نے اس تیسرے حصّے کو نورِ ایمان کے نام سے موسوم کرنے کی خاکسار کی تجویز کو بھی منظور فرمایا، نورِ عرفان اور نورِ ایقان کے طرز پر اس میں بھی اشعار کے ترجمے کے ساتھ تشریح بھی کی گئی ہے۔

نورِ ایمان میں شامل ان نظموں کے بیشتر اشعار سیّد نصر اللہ تقوی کے تصحیح کردہ دیوانِ اشعار کے تیسرے ایڈیشن، جس میں روشنائی نامہ بھی شامل کیا گیا ہے، سے لئے گئے ہیں اور کہیں کہیں ان کے تحریر کردہ حاشیوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ تاہم، ابہام کی صورت میں، کچھ مقامات پر سید منیر بدخشانی کے تصحیح کردہ مجموعہ روشنائی نامہ (شائع شدہ بمبئی ۱۹۱۵ء) سے بھی مدد لی گئی ہے، مجموعی طور پر روشنائی نامہ کے اردو ترجمے میں الفاظ و معانی میں ابہام کی وجہ سے چند اشعار کو حذف کر دیا گیا ہے۔

مجھے اپنی علمی بے بضاعتی اور کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے یہ کہنا چاہیے کہ یہ کام ہرگز میرے بس کی بات نہ تھی بلکہ یہ خدائے قادرِ مطلق کی مہربانی کے ساتھ میرے بزرگ استاد علامہ نصیر الدین نصیرؔ ہونزائی کی دعاؤں کی رہینِ منت ہے۔

میں اس پروجیکٹ کیلئے اشعار کی تحلیل و ترجمے کیلئے عملی مدد و دستگیری کیلئے خصوصی طور پر ڈاکٹر بحر العلوم فقیر محمد صاحب ہونزائی کیلئے اپنے قلبی تشکر و امتنان کا اظہار کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے ایک مشفق و مہربان ماں کی طرح اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں آخر تک میری ہر طرح سے مدد اور حوصلہ افزائی کی۔ ساتھ ہی ساتھ میں محترمہ رشیدہ نور محمد ہونزائی صاحبہ کی مجموعی رہنمائی اور مفید مشوروں کے لئے ان کی احسانمند ہوں۔

نیز اشعار کے ترجمے کی ابتدائی کاوش میں درستگی اور قیمتی آراء کے لئے میں ڈاکٹر عزیز اللہ نجیب صاحب اور تعارفِ روشنائی نامہ کیلئے جناب غلام عباس صاحب کے سودمند مشوروں کی شکرگزار ہوں۔

میں سپاس گزار ہوں اپنی عزیز دوست نسیم ویرانی صاحبہ کی جنہوں نے کامل خیر خواہی کے جذبے سے روشنائی نامہ کے اس پروجیکٹ میں میرا ساتھ دیا اور اس شاہکار کو چھاپنے کیلئے بھرپور تعاون کیا۔ میں اس کتاب کی انتہائی خوبصورت

طباعت و اشاعت کے لئے جناب نزار فتح علی حبیب کی بھی شکر گزار ہوں۔

نیز قدردانی ہے میری ہستی اور کام کے پیچھے موجود میری طاقت کے تین عظیم ستون ڈاکٹر روبینہ برولیہ، عشرت رومی اور ظہیر لالانی کیلئے جو میرے ہر علمی کام کو اپنی بھرپور اخلاقی حمایت اور دعاؤں سے کامیاب بناتے ہیں۔

اس کتابچے میں اگر کوئی قابل تعریف بات ہے تو وہ بزرگوں کی دعاؤں اور خیر خواہان کی عملی مدد کے سبب سے ہے اور اگر کوئی غلطی اور کمزوری ہے تو وہ میری اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے ہے۔امید ہے کہ اہل علم نہ صرف اس مائدہ روحانی سے خوشہ چینی کرتے ہوئے پیر ناصر خسروؒ کے اعلیٰ دینی و اخلاقی مضامین سے فائدہ اٹھائنگے بلکہ ساتھ ہی ساتھ اگر کہیں مفہوم کو بہتر بنانے کی ضرورت ہو تو اپنی بیش بہا آراء سے رہنمائی بھی فرمائنگے۔

شہناز سلیم ہونزائی

نوروز، ۲۱ مارچ ۲۰۱۹ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

This page left blank for printing purpose

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

تعارفِ روشنائی نامہ

حکیم پیر ناصر خسروؔ

سیّدنا پیر ناصر خسرو قدس اللہ سرّہٗ مولانا امام مستنصر باللہ علیہ السّلام کی جانب سے حجّتِ خراسان کے مرتبے پر فائز تھے، ''حجّت'' فاطمی خلافت کے دور میں اسمٰعیلی نظامِ دعوت میں نہایت اہم منصب رہا ہے۔ آپ ۳۹۴ھ بمطابق ۱۰۰۴ء میں بلخ کے علاقے قبادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا پورا نام حمید الدّین ابو معین ناصر بن خسرو بن حارث القبادیانی البلخی المروزی الیمگانی ہے۔ آپ کا نام ناصر، لقب حمید الدّین اور کنیت ابو معین تھی، آپ نے حجّت کو بطور تخلص بھی استعمال کیا، آپ کی تاریخ وفات ۴۸۱ھ بمطابق ۱۰۸۸ء بتائی جاتی ہے تاہم اس کے بارے میں مورخین کے درمیان اختلاف ہے۔

تعلیم و تربیّت اور تلاشِ حقیقت:

پیر ناصر خسروؔ نے بچپن ہی سے اپنے زمانے کے مروّجہ علوم کو حاصل کرنا شروع کیا اور ان میں کمال دسترس حاصل کرلیا، آپ نے ۹ سال کی عمر میں قرآن کو حفظ کیا اور مزید ۵ سال میں علمِ لغت، صرف و نحو، عروض و قوافی اور حساب و سیاق میں مہارت حاصل کی، مبادیات کی تحصیل کے بعد تین سال میں نجوم، ہیئت، رمل، اقلیدس اور مجسطی کی تعلیم حاصل کی جس کے بعد آپ نے علم و ادب، فقہ، تفسیر اور حدیث کی تعلیم مکمل کی اور قرآن کی تین سو تفاسیر پڑھیں، تفسیر اور علومِ قرآن کے بعد آپ نے فلسفۂ یونان

کا مطالعہ کیا، آپ فارسی زبان کے ساتھ عربی، ترکی، یونانی اور عبرانی زبان بھی جانتے تھے، آپ نے تورات، زبور اور انجیل کو یہودی علما سے پڑھا اور اس کے بعد ۶ سال تک کتب سماوی کا محققانہ اور مناظرانہ حیثیت سے مطالعہ کیا، سب سے آخر میں آپ نے علمِ تصوف، روحانیت، علمِ تسخیر اور طلسمات کے علم کو حاصل کیا، یہ تمام علوم آپ نے بلخ، بخارا، عراق اور اضلاعِ خراسان میں حاصل کیے جو اس دور میں علوم کا مرکز تھے۔

عہد جوانی میں آپ نے اپنے علمی تبحر، دانائی اور فہم و فراست کے باعث سلجوقی حکمرانان کے دربار میں عزت و اکرام کا اعلیٰ مقام پایا۔ آپ منطق و استدلال کی محکم تعلیم کے ساتھ فلسفہ اور مذاہبِ عالم کا گہرائی و گیرائی سے مطالعہ کر چکے تھے، لہٰذا ہر چیز کا محققانہ جائزہ لیتے اور کسی چیز کو تقلیدی طور پر قبول نہ کرتے، تلاش حقیقت کے لئے آپ نے کتابِ کائنات، کتابِ نفسی اور کتابِ دین کا دقت سے مطالعہ کیا اور ان سے منطقی نتائج اخذ کرتے ہوئے استدلال کیا کہ چونکہ فطرت میں ہر جنس کے انواع میں سے ایک نوع افضل ہوا کرتی ہے، جیسے پرندوں میں باز، چوپایوں میں اونٹ، درختوں میں خرما، جواہرات میں یاقوت، مذہبی کتابوں میں قرآن، عمارتوں میں کعبہ، اعضائے انسان میں دل، سیاروں میں آفتاب وغیرہ، اسی طرح یقیناً نوعِ انسان میں ایک افضل ترین انسان بھی ہوگا، پس اس زبدۂ انسانیت کی شناخت کے لئے بیتاب ہوگئے، فرماتے ہیں:

ما دست کہ گیریم کجا بیعت یزدان
تا ہمچو مقدم نبود دادِ مؤخر [۱]

ترجمہ: اب ہم پیغمبر کی جگہ کس کی بیعت کریں جو خدا کے ہاتھ پر بیعت کا مرتبہ رکھے تاکہ عدل الٰہی کے موافق اگلوں اور پچھلوں میں کوئی فرق نہ رہے۔

---

[۱] دیوان ناصر خسرو، تصحیح نصراللہ تقوی، صفحہ ۱۷۴

اس سلسلے میں آپ نے علمائے وقت سے سوالات پوچھے مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ پایا، اسی کشمکش میں سکون کی خاطر آپ اکثر شراب کا استعمال بھی کرتے تھے، لیکن شراب نوشی سے آپ کے دل کو قرار نہیں ملتا تھا، اسی دوران آپ نے ایک خواب دیکھا جس کا ذکر آپ نے اپنے سفرنامے میں اس طرح کیا ہے:

> ایک رات خواب میں کوئی مجھ سے کہہ رہا تھا "ناصر! یہ شراب جو انسان کی عقل کو زائل کرتی ہے، کب تک پیتے جاؤ گے، اگر آپے میں ہو تو بہتر ہے" میں نے جواباً عرض کیا کہ "شراب کے سوا حکماء نے کوئی ایسی شے ایجاد نہیں کی ہے جو غم غلط کرنے والی ہو"، اس نے کہا کہ "بے خودی اور بے ہوشی میں کہیں راحت ملتی ہے؟ تم اس کو حکیم مت کہو جو ہوشیاروں کو متوالا بنا دے، بلکہ حکیم سے ایسی شے مانگو جو عقل و ادراک میں اضافہ کرے"، تب میں نے ان سے سوال کیا کہ "وہ شے کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے؟" فرمایا "جوئندہ یابندہ" اور قبلے کی طرف اشارہ کر کے چپ ہو رہا۔"[1]

قاہرہ میں امامؑ کی بیعت اور دعوتِ حق کا قیام:

پیر ناصر خسروؒ اندرونی کھوج کی ایک طاقتور لہر سے ویسے ہی بے قرار رہتے تھے، پس اس خواب کے بعد آپ نے سفر کا مصمم ارادہ کر لیا اور سلجوقی دربار کی طمطراق، تمکنت اور حشمت کو ٹھوکر ماری اور اپنی گذشتہ چہل سالہ زندگی کو ایک خوابِ غفلت قرار دیتے ہوئے ۱۰۴۶ء میں گھر بار چھوڑ کر اس افضل ترین انسان یا مرکزِ حق کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور دو سالہ پر مشقت سفر میں بحر و بر کے نشیب و فراز اور گرمی و سردی

۱۔ سیدنا حکیم ناصر خسرو علوی، صفحہ ۱۵-۱۶

کے حالات سے گزر کر ۱۰۴۸ء میں بالآخر قاہرہ پہنچے جہاں آپکی ملاقات سیدنا المؤیّد فی الدّین شیرازی سے ہوئی جو فاطمی خلیفہ حضرت امام مستنصر باللہ علیہ السّلام کے دربار میں داعی الدّعاۃ کے عہدے پر فائز تھے، موصوف سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ کو اپنے سوالوں کا جواب مل گیا اور آپ نے اس افضل ترینِ خلائق، امامِ اہل بیت، حضرت امام مستنصر باللہ علیہ السّلام کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور امامِ موصوف نے آپ کو حجّتِ خراسان و بدخشان مقرر کیا۔ وطن (خراسان) واپسی پر آپ نے کچھ وقت تک انتہائی مخاصمانہ و مخالفانہ ماحول میں دعوت کا کام بجا لایا مگر حالات جب بہت نامساعد ہوئے تو آپ نے بدخشان کے ایک چھوٹے سے گاؤں یمگان کو اپنی جائے سکونت بنالیا اور وہیں سے موثّر و فعّال طریقے سے اپنی پرحکمت تصانیف کو اطراف و جوانب میں بھیج کر دعوت کا کام جاری رکھا، دیوان میں فرماتے ہیں:

ہر سال یکی کتاب دعوت
باطراف جہان ھمی فرستم [۱]

ترجمہ: ہر سال دعوت کی ایک کتاب تصنیف کرکے دنیا کے اطراف و جوانب میں بھیج دیتا ہوں۔ یوں آپ کی کتب اور آپ کے نمائندگان کے ذریعے یہ دعوت وسطِ ایشیاء کے دور دراز علاقوں یعنی ہونزا، چترال، چینی ترکستان اور بدخشان کے علاوہ ایران کے کچھ حصوں تک پھیل گئی۔

چونکہ امام مستنصر باللہؑ کا دیدار کرنے کے بعد آپ کی علمی مشکلات آسان ہوچکی تھیں اور آپ کا وجود تائیدِ ایزدی سے معمور ہوچکا تھا، لہٰذا آپ نے اپنے قلمِ گہربار سے اعلیٰ پائے کی شاہکار کتابیں تصنیف کرنا شروع کیں، جیسا کہ فرماتے ہیں:

۱۔ دیوان ناصر خسرو، تصحیح نصراللہ تقوی، صفحہ ۲۹۸

مرا جز بتأیید آلِ رسول
نہ تصنیف بود و نہ قیل و نہ قال [1]

ترجمہ: میں آلِ رسولؐ (امام مستنصر باللہؑ) کی تائید کے بغیر نہ کچھ لکھنے کی سکت رکھ سکتا ہوں اور نہ (ہی) بولنے کی صلاحیت۔

تصانیف:

آپکی اہم تصانیف میں وجہِ دین، جامع الحکمتین، زاد المسافرین، خوان الاخوان، گشائش و رہائش اور شش فصل شامل ہیں، وجہِ دین کا خاص تعلق قرآن و حدیث کی تاویل اور علمِ امام سے ہے، اس میں خداشناسی، علمِ توحید، نبوت، امامت، علمِ حدود، روحانیت، قیامت، حضرت قائمؑ، حجتِ قائمؑ، عددی تاویل، اسمِ اعظم، آفاق و انفس اور اسرارِ روحانیت جیسے موضوعات شامل ہیں، یہ کتاب چاپخانہ کاویانی برلن سے ۱۹۲۴ء میں چھپی تھی، علامہ نصیر الدین نصیرؔ ہونزائی صاحب دامت فیوضاتہ نے اس کا اردو ترجمہ کیا اور ۱۹۶۸ء میں دار الحکمۃ الاسماعیلیہ ہنزہ گلگت سے شائع کیا، بعدأ یہ ترجمہ دو مرتبہ کراچی سے شائع ہو گیا ہے۔

آپ کی ایک اور اہم تصنیف جامع الحکتین ہے جس کے موضوعات میں حکمتِ ظاہر اور حکمتِ باطن دونوں سے کام لیا گیا ہے، یہ کتاب امیر بدخشانی شمس الدین بن احمد کی درخواست پر ابوالہیثم جرجانی کے اکیانوے سوالوں کے جواب میں لکھی گئی ہے، اس کتاب کو ڈاکٹر محمد معین مرحوم اور پروفیسر ہنری کوربون نے تحقیق اور فارسی اور فرانسیسی مقدموں کے ساتھ انستیتو ایران و فرانسہ تہران اور انستیتو ایران شناسی پیرس سے ۱۹۵۳ء میں شائع کیا ہے۔ جامع الحکمتین کا انگریزی ترجمہ Prof. Ormsby نے

---

[1] دیوان ناصر خسرو، تصحیح نصر اللہ تقوی، صفحہ ۲۵۶

کے نام سے کیا ہے جو ۲۰۱۲ء میں ایل بی ٹورس اور انسٹی ٹیوٹ آف اسماعیلی سٹڈیز کے اشتراک سے لندن سے شائع ہوا ہے۔

کتاب زاد المسافرین فلسفہ وحکمت اور اسماعیلی عقائد کے اثبات اور مخالفین کے اقوال کی تردید پر مشتمل ہے، زاد المسافرین کو ڈاکٹر بذل الرحمٰن نے ۱۹۲۲ میں کاویانی پریس برلن سے شائع کیا ہے اور بعدأ یہ تہران سے بھی شائع ہوئی، اس کتاب کا تذکرہ خود سیدنا نے دیوانِ اشعار میں کیا ہے، ایک مقام پر فرماتے ہیں:

ز تصنیفات من زاد المسافر
کہ معقولات را اصلست و قانون
اگر بر خاکِ افلاطون بخوانند
ثنا خواند مرا خاکِ فلاطون [1]

ترجمہ: میری تصنیفات میں سے کتاب زاد المسافر علوم معقولات کے لئے اصل قانون کی حیثیت رکھتی ہے، اگر اس کو افلاطون کی قبر پر پڑھیں تو افلاطون کی بوسیدہ مٹی اس کی تعریف بیان کرے گی۔

آپ کی ایک اور اہم تصنیف گشائش و رہائش ہے جس میں سیدنا ناصر خسروؒ نے تیس ۳۰ پیچیدہ سوالات کے جوابات قرآنی آیات اور احادیث نبوی کی روشنی میں دیے ہیں، یہ کتاب پروفیسر سعید نفسی کی تصحیح کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۹۵۰ء میں اسماعیلی سوسائٹی بمبئی سے اور دوسری مرتبہ ۱۹۶۱ء میں تہران سے چھپ گئی ہے، نیز ۱۹۵۱ء میں

۱۔ دیوان ناصر خسرو، تصحیح نصراللہ تقوی، صفحہ ۲۳۰

روم سے اس کتاب کا اٹلی ترجمہ شائع ہوچکا ہے جو پروفیسر پیو فلیپانی Pio Filippani نے کیا ہے، ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی نے ازسرنو تصحیح کے ساتھ اس کا انگریزی ترجمہ کیا ہے جو Knowledge and Liberation کے نام سے لندن میں ۱۹۹۹ء میں ایل۔ بی۔ ٹورس اینڈ کمپنی لمیٹڈ اور دی انسٹی ٹیوٹ آف اسماعیلی سٹڈیز کی شراکت سے چھپ گیا ہے۔

نیز آپ کی ایک اور کتاب شش فصل کے نام سے ہے جس کو روشنائی نامۂ نثر بھی کہا جاتا ہے، اس میں توحید، عقلِ کل، نفسِ کل، ناطق، اساس، اور امام کے تصورات کا بیان ہے، اس کتاب کو پروفیسر ایوانف نے انگریزی مقدمے کے ساتھ ۱۹۴۹ء میں اسماعیلی سوسائٹی بمبئی سے شایع کرایا ہے۔

پیر ناصر خسروؒ کی شاعری۔ دیوانِ اشعار:

آپ نے جہاں قرآن و حدیث کی حکمتوں کو منفرد تاویلی انداز میں بیان کرتے ہوئے اہم کتب تصنیف کی ہیں، وہیں روحانی و عرفانی اور اخلاقی موضوعات پر بہت ہی اعلیٰ پائے کی حکمت آگین شاعری بھی کی ہے، اس سلسلے میں آپ کا دیوانِ اشعار ایک خاص اہمیت کا حامل ہے، آپ کی شاعری تائیدی حکمت پر مبنی ہے جسکا اصل مقصد فروغِ حکمت اور دعوتِ اہلِ بیتِ اطہار ہے اور آپ کو اسی پر فخر تھا جیسا کہ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں:

مر مرا بر راه پیغمبر شناس
شاعرم مشناس اگرچہ شاعرم [1]

ترجمہ: مجھے پیغمبر کے راستے پر چلنے والا جان لینا! مجھے شاعر مت سمجھنا اگرچہ میں

---

[1] دیوان ناصر خسرو، تصحیح نصر اللہ تقوی، صفحہ ۲۹۱

شاعر ہوں۔

آپ نے شاعری کو ازراہِ تفنّن اختیار نہیں کیا بلکہ دقیق علمی و فکری اور اخلاقی مضامین کے اظہار کا ذریعہ بنایا تاکہ شاعری کی ایک مخصوص تاثیر سے ان مفہومات کو یاد کرنے میں مدد ملے، اسلئے آپ کے دیوان کی نظموں میں حمدِ خدا، فضائلِ اہلِ بیت، امام شناسی، درسِ اخلاقیات اور تحصیلِ حکمت جیسے موضوعات شامل ہیں۔ آپ کے نزدیک شاعری صرف اسی وقت روا ہے جب اس میں قرآن و حدیث کی اعلیٰ حکمتیں بیان کی جائیں، جیساکہ فرماتے ہیں:

فریدون فخر اگر خواہی بہ قرآن و حدیث آور
کہ کار شاعران یکسر خیالات است کذابی

ترجمہ: اگر تجھے فریدون بادشاہ کی طرح فخر چاہیے تو اے شاعر! تُو ہمیشہ قرآن و حدیث کی روشنی میں شاعری کرلیا کر (جو حقیقی علم ہے)، اس سے ہٹ کر شاعری کرنا محض جھوٹے خیالات کا ایک پلندہ ہے۔[1]

دیوانِ اشعار کا پہلا ایڈیشن ۱۲۸۰ھ میں تبریز، ایران سے شایع ہوا، بعداً ایک ایڈیشن ۱۳۱۴ھ میں تہران سے شایع ہوا جس میں پیر نامدار کی ایک افسانوی سرگذشت کو بھی ضمیمہ کے طور پر شامل کر دیا گیا ہے، دیوان کا سب سے جامع ایڈیشن، سب سے پہلے الحاج سید نصراللہ تقوی نے ۲۰ سال کی تحقیق و تدقیق کے بعد ۱۳۳۵ھ میں شایع کیا جس میں تقی زادہ کا ایک جامع مقدمہ اور علی اکبر دہخدا کی تیار کردہ دیوان کی فرہنگ و لغت بھی شامل ہے، نیز اس ایڈیشن کے آخر میں روشنائی نامہ اور سعادت نامہ کے علاوہ رسالہ کے نام سے جامع الحکمتین کی تلخیص بھی شامل ہے۔ دیوان کا ایک اور

---

[1] سیدنا حکیم ناصر خسرو علوی، صفحہ ۵۲

ایڈیشن مجتبیٰ مینوی اور مہدی محقق نے تہران سے ۱۳۵۳ھ میں شائع کیا ہے اور اس کے بعد حال ہی میں جعفر شعار کا ایک اور ایڈیشن بھی چھپ گیا ہے۔

اپنی گرانقدر علمی، ادبی و شعری خصوصیات کے علاوہ دیوانِ اشعار کی ایک مسلّمہ دینی حیثیت بھی ہے جس کے باعث اس کو اسمٰعیلی علوم کا ایک منظوم بیان بھی تصور کیا جاسکتا ہے۔ دیوانِ اشعار کے علاوہ آپ کے ایک عربی دیوان کا بھی ذکر ملتا ہے جو دستیاب نہیں ہو سکا ہے۔

علاوہ ازیں دو منظوم مجموعے، روشنائی نامہ اور سعادت نامہ بھی آپ سے منسوب ہیں جس میں سے یہاں صرف روشنائی نامہ کا ذکر کیا جائے گا۔

روشنائی نامہ:

روشنائی نامہ پیر ناصر خسروؒ کا ایک منظوم مجموعہ ہے، یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ پیر نامدار کی ایک اور منثور تصنیف جو شش فصل کے نام سے موسوم ہے، کا دوسرا نام بھی روشنائی نامہ ہے۔ تاہم یہاں روشنائی نامہ سے مراد پیر ناصر خسروؒ کا منظوم کلام ہے جس کا نام خود پیر نے اپنے شعر میں اس طرح تجویز فرمایا ہے:

مر این را روشنائی نامہ نامست
خرد را روشنائی زین بکامست

ترجمہ: اس (شاعری) کا نام روشنائی نامہ ہے اور اسی سے عقل کو روشنی حاصل ہوتی ہے۔[1]

روشنائی نامہ ایک مثنوی ہے جو بحر ہزج مسدس مقصور میں لکھی گئی ہے، پیر نے بحر ہزج کو اپنی دیگر نظموں کے لئے بھی استعمال کیا ہے اور دیوان اشعار کے ۱۶

۱۔ دیوان ناصر خسرو، تصحیح نصر اللہ تقوی، صفحہ ۵۴۱

قصیدے اسی بحر میں لکھے گئے ہیں[1]، روشنائی نامہ کو اولاً ڈاکٹر اتہ Ethe نے ۱۸۷۹ء میں جرمن ترجمے کے ساتھ برلن سے شائع کیا، اس کے بعد اسے سیّد منیر بدخشانی نے ۱۹۱۵ء میں بمبئی سے شائع کرایا۔ پھر یہ مجموعہ برلن سے سفرنامۂ ناصر خسرو کے ساتھ شائع ہو گیا اور بعداً تہران سے نصراللہ تقوی کے دیوانِ اشعار کے ایڈیشن کے ساتھ ۱۹۲۹ء میں چھپ گیا۔ سیّد نصراللہ تقوی نے مختلف قلمی نسخوں کی تحقیق کے بعد روشنائی نامہ کو دیوان میں شامل کیا ہے اور اپنی تصحیح شدہ طباعت میں اس کا مقابلہ برلن اشاعت سے کرتے ہوئے متن کے اختلاف کو حاشیے میں ظاہر کیا ہے اور کچھ نئے حاشیے بھی تحریر کیے ہیں۔ اس کے بعد ۱۹۳۰ء میں اسے اے۔سیمینو A-Semenov نے رشین اکیڈمی آف سائنس کی ایک پبلیکیشن Zapiski Kollegiyi Vostokoviedov کے پانچویں والیوم میں شائع کیا ہے۔[2]

اگرچہ پیر نے اس مثنوی کے اشعار میں یمگان میں اپنی موجودگی کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کا سالِ تصنیف بھی ایک شعر میں بیان کیا ہے، تاہم اِس مخصوص شعر کے تجزیے کے حوالے سے مثنوی کے سال اور جائے تصنیف کے بارے میں محققین میں اختلاف رہا ہے۔ ڈاکٹر اتہ اور کچھ سکالرز کے مطابق پیر ناصر خسروؒ نے یہ مثنوی ۴۴۰ھ میں مصر میں لکھی اور بعد میں یمگان میں اس پر نظرِ ثانی کی[3]، تاہم الحاج سیّد نصراللہ تقوی کے تجزیے کے مطابق روشنائی نامہ کی تصنیف کا سال ۴۶۰ھ قرار پاتا ہے جو پیر کے یمگان میں قیام کا وقت بنتا ہے اور جو پیر کے تاریخی اور جغرافیائی حالات سے بھی مطابقت رکھتا ہے[4]، جیسا کہ فرمایا گیا:

۱۔ یادنامۂ ناصر خسرو، صفحہ ۲۶۸

۲۔ A Guide to Ismaili Literature، صفحہ ۹۱

۳۔ یادنامۂ ناصر خسرو، صفحہ ۲۶۴

۴۔ مقدمہ، دیوان ناصر خسرو، تصحیح نصراللہ تقوی، صفحہ ۶۳

بسال چار صد سہ بیست برسر
کہ ہجرت کرد آن روح مطہر [1]

ترجمہ: (اس کتاب کی تکمیل کے وقت) اس روحِ مقدس (حضرت محمدؐ) کی ہجرت سے اب تک ۴۶۰ سال گزرے ہیں۔

کچھ دوسرے محققین خصوصاً مجتبیٰ مینوی نے اسی شعر کے متفرق تجزیے اور کچھ دیگر وجوہات کی بنا پر منظوم روشنائی نامہ کو پیر ناصر خسروؒ سے منسوب نہیں کیا ہے،[2] تاہم محققین کی ایک بڑی تعداد، جنہوں نے پیر ناصر خسرو کے آثار سے بحث کی ہے، اس مثنوی کو پیر ہی سے منسوب قرار دیتے ہوئے اس کے مفاہیم کو ان کے عقائد کا عکس قرار دیتی ہے۔ سید نصراللہ کا خیال ہے کہ یہ کلام پیر ناصر خسروؒ ہی کا ہے، علاوہ ازین برتلس نے اپنی کتاب ناصر خسرو و اسماعیلیان میں تذکرہ نویسوں اور مورخین کے حوالے سے روشنائی نامہ کو پیر ہی سے منسوب کیا ہے، برتلس کے مطابق پیر نے جامع الحکمتین اور روشنائی نامہ دونوں یمگان میں تصنف کیں،[3] برتلس نے اپنی مذکورہ کتاب کے ایک باب "اندیشہ صنع عالم در تالیفات" میں پیر کے تصور توحید اور تصور تخلیقِ افلاک کے بارے میں انہی خیالات کا ذکر کیا ہے، جو روشنائی نامہ میں دیے گئے ہیں۔[4]

دورِ حاضر کے مشہور عالمِ دین اور قرآنی حکمت پر سَو سے زائد کتب کے مصنّف علامہ نصیر الدین نصیرؔ ہونزائیؒ (۱۹۱۷-۲۰۱۷) نے روشنائی نامہ پر کام کیا ہے، آپ نے پیر ناصر خسرو کی انتہائی اہم کتاب وجہِ دین کا اردو ترجمہ کیا ہے اور اپنی بیشتر تصانیف

۱۔ دیوان ناصر خسرو، تصحیح نصراللہ تقوی، صفحہ ۵۴۱

۲۔ یادنامۂ ناصر خسرو، صفحہ ۵۷۴-۵۷۵

۳۔ ناصر خسرو و اسماعیلیان، صفحہ ۱۸۴

۴۔ ناصر خسرو و اسماعیلیان، صفحہ ۲۳۷

میں پیر کے کئی اہم تصورات کی جامع وضاحت کی ہے اور اسی لئے پیر کی تعلیمات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ موصوف نے روشنائی نامہ کو خصوصی اہمیت دی ہے اور جس اہتمام سے اس مثنوی کے اشعار کا اردو ترجمہ اور تشریح کی ہے، اس سے واضح ہے کہ آپ کی نظر میں یہ شاہکار پیر ہی کا ہے۔ آپ نے روشنائی نامہ کے جن اشعار کا اردو ترجمہ اور تشریح کی ہے وہ دو کتابچوں نورِ عرفان اور نورِ ایقان کے نام سے اسمٰعیلی طریقہ اینڈ ریلیجس ایجوکیشن بورڈ، جس کا پرانا نام دی اسمٰعیلیہ ایسوسیشن برائے پاکستان تھا، سے شایع ہو چکی ہیں۔ علامہ بزرگوار دامت فیوضاتہ ہی کی خواہش اور ہدایت پر روشنائی نامہ کی باقی ماندہ نظموں کا ترجمہ نورِ ایمان کے نام سے تیار کیا گیا ہے، موصوف کے مطابق روشنائی نامہ میں انسان کی انا یا خودی یا روح یا نفس کی حقیقت جیسے اہم ترین سوالات کا تسلی بخش جواب موجود ہے۔[۱]

اس مثنوی میں جن مضامین کا احاطہ کیا گیا ہے ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

- حمد باری تعالیٰ
- نصیحت
- توحید
- عقلِ کل و نفسِ کل کی صفات
- افلاک و کواکب اور چار عناصر کی تخلیق
- متولّدات
- حشر
- حواس ظاہر و باطن
- کمال انسانی کا بیان
- لوگوں کی قسمیں
- عوام الناس
- نفس کی پہچان
- صفت خلوت
- اخلاق حمیدہ و ذمیمہ کا بیان
- ریاکار دوستوں کی مذمت
- چغل خوروں کی مذمت

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۱۔ چراغ روشن اور حکیم ناصر خسرو ایک علمی کائنات، صفحہ ۴۷

- تقلید کی مذمت
- راز کی حفاظت اور خاموشی
- مال و دولت کی مذمت
- افلاک و انجم
- رضا و تسلیم
- دنیا کی بے ثباتی و بے وفائی
- دنیا پرست شعرا کی مذمت
- حقیقی علم پر مبنی شاعری کی تعریف
- مشاہدۂ ارواحِ قدس
- تاریخ و خاتمۂ کتاب روشنائی نامہ

ان تمام مضامین پر پیر نے انتہائی پرحکمت اشعار کہے ہیں، تاہم اختصار کے لئے یہاں صرف دو مضامین پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اس مثنوی میں پیر ناصر خسروؔ نے دنیا پرست شعرا کی مذمت بھی کی ہے اور اپنی شاعری کی تعریف بھی، کیونکہ قرآن و حدیث کے مطابق دو قسم کی شاعری کا ذکر ملتا ہے، ایک حق پر مبنی شاعری ہے اور دوسری باطل شاعری۔ قرآن میں دنیا پرست شعرا کی مذمت کی گئی ہے، جیساکہ سورۃ الشعرا میں فرمایا گیا ہے: وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ (۲۶: ۲۲۴-۲۲۵) ترجمہ: اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں۔

جہاں باطل شعرا کی مذمت کی گئی ہے وہیں حق پر مبنی شاعری کی تعریف بھی کی گئی ہے، جیساکہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً[1] ترجمہ: بعض اشعار میں حکمت ہوتی ہے۔ رسول اکرمؐ حضرت حسّان بن ثابت سے فرماتے تھے: "پڑھو! روح القدس تمہارے ساتھ ہے"[2] یعنی ایسی شاعری، جو اعلیٰ اور حقیقی مضامین پر مبنی ہو یا پیغمبر و امام کی اجازت سے ہو، کے لئے شاعر کو ایک خصوصی تائید ملتی رہتی ہے،

---

[1] ہزار حکمت، صفحہ ۲۷۲

[2] چراغِ روشن اور حکیم ناصر خسرو ایک علمی کائنات، صفحہ ۶۰

پیر ناصر خسروؒ نے خود کو امام مستنصر باللہ علیہ السّلام کا حسّان کہا ہے جو ان کی شاعری میں تائید کے عنصر کی طرف اشارہ ہے، پس جو شاعری دینی حکمتوں کو سکھانے کے لئے وقف کی جائے ایسی شاعری کی تعریف ہے، مگر جو شاعری خود بینی کی حامل ہو یا وزراء، امراء و رُؤسا کی چاپلوسی اور خوش آمدی کے لئے ہو، پیر اس کی سخت مذمت کرتے ہیں، اسی موضوع پر مبنی مفہومات دیوانِ اشعار میں ملتے ہیں، ایک جگہ فرماتے ہیں:

بنظم اندر آری دروغ و طمع را
دروغست سرمایہ مر کافری را
من آنم کہ در پای خوکان نریزم
مرین قیمتی درّ لفظ دری را [1]

ترجمہ: اے شاعر! تو اپنی شاعری میں جھوٹ اور طمع کو جگہ دیتا ہے حالانکہ جھوٹ، کفر کا سرمایہ ہے، میں وہ ہوں کہ اپنے دری الفاظ کے ان قیمتی موتیوں کو ان خوکوں کے پیروں تلے نہیں بکھیرتا۔

اس مثنوی کا ایک اور اہم موضوع تقلید کی مذمت ہے، پیر اپنی منثور و منظوم تصانیف میں جا بجا دعوتِ غور و فکر دیتے ہیں کیونکہ صرف تقلید کرنے سے گوہرِ مقصود کسی کے ہاتھ نہیں آسکتا، پیر نے اسی موضوع پر دیوان میں بھی اشعار کہے ہیں، جیساکہ فرماتے ہیں:

تقلید نپذرفتم و حجت نهفتم
زیرا کہ نہ شد حق بتقلید مشہر [2]

۱۔ دیوان اشعار، تصحیح نصراللہ تقوی، صفحہ ۱۴

۲۔ ایضاً صفحہ ۱۷۴

ترجمہ: میں نے تقلید کو قبول نہیں کیا اور حجت کو نہیں چھپایا کیونکہ حق تقلید سے ظاہر نہیں ہوتا۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

قفل از دل بردار و قرآن رہبر خود کن
تا راہ شناسی وگشادہ شودت در [1]

ترجمہ: دل سے قفل کو کھولو اور قرآن کو اپنا رہبر بنالو، تاکہ تمہارے لئے دروازہ کھلے اور تم صحیح راستے کو پہچان سکو۔ دیگر مضامین کی طرح تقلید کے موضوع سے متعلق پیر کے بیان کی بنیاد قرآن و حدیث کی تعلیمات ہی پر ہے، جیساکہ سورہ محمدؐ میں بھی ارشاد ہے: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا (۴۷:۲۴) ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر تالے (پڑے ہوئے) ہیں۔

حضرت امام مستنصر باللہ علیہ السّلام کا دیدار حاصل کرنے کے بعد جب پیر ناصر خسروؔ کی تمام علمی مشکلات آسان ہوگئیں، تب سے آپ نے دل و جان سے روحانی و حقیقی علم کے فروغ کو اپنا مقصد بنالیا اور اس کے بعد آپ جیسے بھی مشکل و نامساعد حالات میں رہے، تصنیف و تالیف اور تعلیم کو جاری رکھا کیونکہ یہ ان کا امام مستنصر باللہؑ سے وعدہ تھا، جیساکہ فرماتے ہیں:

ہر جا کہ بوم تا بزیم من گہ و بیگاہ
بر شکر تو رانم قلم و محبر و دفتر [2]

ترجمہ: (اے میرے مولا و آقا!) میں جہاں بھی رہوں گا، جب تک زندہ رہوں گا، ہر وقت تیرے احسانات کی شکر گزاری میں قلم، کاغذ اور دوات استعمال کرتا رہوں گا۔

۱۔ دیوان اشعار، تصحیح نصراللہ تقوی، صفحہ ۱۷۳

۲۔ ایضاً، صفحہ ۱۷۷

دنیائے اسمٰعیلیت میں آپ کا مقام خصوصی طور پر بہت عظیم ہے اور اسی لئے ائمۂ اطہار علیھم السّلام نے آپ کا ذکر فرمایا ہے، حضرت امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ نے فرمایا: "ناصر خسرو کا فلسفہ مولانا رومی کی "مثنوی" کے فلسفے سے زیادہ گہرا ہے"[1] (مشن کانفرنس دارالسّلام، یکم مئی ۱۹۴۵ء) نیز مولانا حاضر امام نے دوشنبہ تاجکستان میں پیر کی پیدائش کے ہزاریہ جشن کے موقعے پر فرمایا:

The passage of a millennium has neither diminished the relevance of Nasir i Khusraw nor dulled the luster of his poetry [2]

ترجمہ: "ایک ہزار سال کے عرصے نے نہ ہی ناصر خسرو کی اہمیت و تعلق کو گھٹایا ہے اور نہ ہی ان کی شاعری کی تابانی کو ماند کیا ہے"۔

آپ کی تعلیمات کی عالمی تاثیر:

مختلف علوم میں کمالِ اکتساب کے بعد عطائی علم کے حصول کی بنا پر آپ کی نظم و نثر میں تائیدی تجلّیات درخشاں و تاباں ہیں اور اسلئے مستشرقین نے آپ کو اس وقت کے ادبا، حکما و شعرا میں وحید و فرید قرار دیا ہے، مثال کے طور پر ایڈورڈ براون آپ کو فارسی ادب کی تاریخ کی ممتاز ترین شخصیت گردانتا ہے[3]۔ نیز پیر ناصر خسروؒ کی انتہائی اہم تصانیف اور اسمٰعیلی تعلیمات کے ساتھ عالمی و انسانی افکار کے بیان کے باعث ان کا حلقۂ اثر صرف کسی ایک ملک یا خطے، کسی ایک ہی زمانے یا کسی ایک ہی عقیدے کے لوگوں کی حد تک محدود نہیں رہا ہے بلکہ ان کی کائناتی اور ہمہ گیر انسانی تعلیمات ایسی ہیں جو ہر دَور میں تمام انسانوں کے لئے سرچشمۂ ہدایت بن سکتی ہیں۔

دیوانِ اشعار کو فصاحت و بلاغت، ندرتِ موضوعات، عروض کی گوناگونی، تفکر و

۱۔ سیدنا حکیم ناصر خسرو علوی، صفحہ ۴۵

۲۔ https://iis.ac.uk/content/address-foundation-stone-ceremony-ismaili-center-dushanbe

۳۔ A Literary History of Persia, Vol II, Edward Brown, p. 200

تخیل کی بلندی اور حکیمانہ مطالب کی وسعت و نزاکت کی وجہ سے ایک عظیم علمی و ادبی حیثیت حاصل ہے، مجتبیٰ مینوی اور مہدی محقق نے لکھا ہے:

"از مہمترین آثار او دیوان اشعار اوست کہ گنجینہ ای است از اشعار فصیح بلیغ و افکار بلند و عمیق و ترکیبات و اصطلاحات و تعبیرات شیرین فارسی، و مجموعہ ایست از مضامین قرآنی و احادیث نبوی و سخنان بزرگان، و نیز مشتمل است بر پندھا و اندرزھای حکیمانہ، و بیان مطالب عالی فلسفی و خدا شناسی و جھان شناسی،... این مجموعہ یکی از آثار نشان دھندۂ فرھنگ توانا و توانگر علمی و انسانی ایران در سدۂ پنجم ھجری است[1]"

ترجمہ: ان (پیر ناصر خسرو) کی اہم ترین تصنیفات میں سے ان کا دیوانِ اشعار ہے جو فصیح و بلیغ اشعار، بلند و عمیق نظریات، اصطلاحات و ترکیبات، اور شیریں فارسی کی علمی تعبیرات کا ایک گنجِ گرانمایہ ہے، نیز یہ آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی، اقوالِ بزرگانِ دین، حکیمانہ پند و نصائح، خدا شناسی و دنیا شناسی، اور اعلیٰ فلسفیانہ تصورات پر مشتمل ہے... یہ ایک ایسا مجموعہ ہے جو ملتِ ایران کے قرنِ پنجم ہجری کے انسانی و علمی توانا و توانگر ادب و ثقافت کا بہترین نمائندہ ہے"۔ سید نصر اللہ تقوی نے دیوان کی علمی و ادبی حیثیت کے بارے میں فرمایا:

"دیوان حکیم ربانی ناصر خسرو علوی کہ باعتقاد این بندہ از حیث متانت اسلوب و سیافت الفاظ و بلاغت ترکیب و لطافت معانی و بیان بدیع و اشتمال بر لباب حکمت و موعظہ حسنہ و خلاصۂ معرفت و کشف حجاب از شواہد آیات آفاق و انفس مایہ از وحی آسمانی دارد و از مدد شعاع

---

[1] پیش گفتار، دیوان ناصر خسرو، تصحیح مہدی محقق، مجتبی مینوی

آفتاب ختم رسل صلّی اللہ علیہ وآلہ فروغ میدہد و بمبالغہ اعظم آثار و سر دفتر افتخار عجم بشمار میآید۔[1]

ترجمہ: میرے نزدیک حکیم ربانی ناصر خسرو علوی کا دیوان اسلوب کی سنجیدگی، الفاظ کی روانی، ترکیب کی بلاغت، معانی کی پاکیزگی اور بیان کی ندرت کی حیثیت سے، نیز حکمت کے بھرپور مغز، موعظۂ حسنہ، خلاصۂ معرفت، اور آفاق وانفس کی شہادتوں کے شمول کے سبب سے اپنے اندر آسمانی وحی کا سرمایہ رکھتا ہے، جو پیغمبرِ آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی مدد سے چمک رہا ہے، جو علمی آثار میں سب سے عظیم اور عجمی کارناموں میں سرِفہرست سمجھا جاتا ہے"۔[2] غلام رضا اعوانی لکھتا ہے:

> ... As a universal figure, Nasir-i Khusraw speaks not only as an Ismaili missionary, or even only as an Islamic philosopher, but as a seer whose message addresses itself to men of all times and places. Let his poems speak for themselves. (Gholam Reza Aavani, Tehran, May 26,1977) [3]

ترجمہ: ایک آفاقی ہستی کی حیثیت میں ناصر خسرو صرف ایک اسمٰعیلی مشنری یا ایک مسلم فلسفی کی طرح بات نہیں کرتا، بلکہ وہ ایک ایسے صاحبِ کشف ہیں جن کا پیغام ہر زمانے اور ہر مقام کے لوگوں کو مخاطب کرتا ہے، ان کی نظمیں یہ حقیقت خود ہی ظاہر کرینگی"۔

پیر ناصر خسروؒ کے قلمی شہ پاروں اور ان کی دعوت کا اثر صرف اسمٰعیلی جماعت تک محدود نہیں ہے بلکہ حقیقت کی تلاش کرنے والے کئی اور سکالرز آپ کے تصورات سے بہت ہی متاثر نظر آتے ہیں، جس کی ایک مثال امریکی نژاد صوفی شیخ نورالدّین درکی

۱۔ دیوان اشعار، تصحیح نصر اللہ تقوی، ۵۴۳

۲۔ سیدنا حکیم ناصر خسرو علوی، صفحہ ۴۷

۳۔ Introduction, Forty Poems From Divan

کی ہے جو اس وقت طریقۂ شاد دلی کا ایک اہم صوفی اور خلیفہ ہے، وہ اپنے سچائی کی تلاش کے سفر کی داستان سناتے ہوئے سیدنا پیر ناصر خسروؒ کی تعریف کرتا ہے اور اپنے سفر کی تلاش کو پیر نامدار کی تلاش سے مطابقت دیتے ہوئے اس ہاتھ کی تلاش کرتا ہے جس پر بیعت کی جاسکے۔ اس نے پیر کے تمام قلمی کارناموں کا بڑی صراحت سے ذکر کیا ہے اور پیر کی فہم وفراست اور حکمت سے بھرپور کاموں پر بہت ہی حیرت کا اظہار کیا ہے![1]

روشنائی نامہ کی اکثر نظمیں ایسی ہیں جو پیر کی شاعری کے آفاقی پہلو کے طور پر ہر انسان کیلئے اپیل رکھتی ہیں اور حکمت و دانش اور اعلیٰ اخلاق کی حصولی کے لئے مددگار ہیں۔

شہناز سلیم ہونزائی

نوروز، ۲۱ مارچ ۲۰۱۹ء

---

[1] https://www.youtube.com/watch?v=1vlmP2BweQY&feature=youtu.be

کتابیات

- خسرو ناصر، دیوان اشعار، تصحیح سید نصراللہ تقوی، (تیسرا ایڈیشن)، دنیای کتاب، تہران ایران، ۱۳۷۲ھ
- خسرو، ناصر، دیوان اشعار، تصحیح مجتبیٰ مینوی، مھدی محقق، انتشارات دانشگاہ تہران، ایران
- خسرو، ناصر، مجموعہ روشنائی نامہ، تصحیح سید منیر بدخشانی، مطبع مصطفائی، بمبئی، ۱۹۱۵ء
- دانشگاہ فردوسی، دانشکدہ ادبیات علوم انسانی، یادنامہ ناصر خسرو، (مجموعہ مقالہ جات)، مشہد، ایران، ۱۹۷۴ء
- ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی، اسمٰعیلی مشاہیر، سیدنا حکیم ناصر خسرو علوی، اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، ایجوکیشنل پریس کراچی، ۱۹۷۴ء
- علامہ نصیر الدین نصیرؔ ہونزائی، ہزار حکمت، انٹرنیشنل بک ہاؤس، گلگت، ۲۰۰۵ء
- علامہ نصیر الدین نصیرؔ ہونزائی، چراغ روشن اور حکیم پیر ناصر خسرو ایک علمی کائنات، خانۂ حکمت ادارۂ عارف، کراچی، ۱۹۹۳ء
- برتلس. آ. ی، ناصر خسرو و اسماعیلیان، ی. آرین پور، انتشارات، بنیاد فرہنگ ایران۔

- W. Ivanow, A Guide to Ismaili Literature, Royal Asiatic Society, London, 1933
- Nasr S Hossein, Nasir i Khusraw, Forty Poems from Divan, Introduction by Peter L. Wilson & G.R Aavani, Tehran, 1977
- Edward G. Brown, A Literary History of Persia,Vol II, Cambridge University Press, 1964

عوام النّاس کے بارے میں

دریشان ہست مُشتی ناکس و خام
کہ عاقل دیو مردم گویدش نام

ترجمہ: ان میں اکثر کمینہ و ناپختہ ہیں (اور) عاقل ایسی جماعت کو اِنسی شیاطین کے نام سے پکارتا ہے۔

تشریح: عوام النّاس میں اکثر و بیشتر ناپختہ اور ذلیل عادتوں کیساتھ ہیں اور ان کی طبیعت شیطانی چیزوں کی طرف زیادہ مائل ہے، اسی لئے عاقل ان کو اِنسی شیاطین کہتے ہیں کیونکہ یہ دوسرے انسانوں کو اپنے شیطانی وساوس سے گمراہ کرتے رہتے ہیں۔

بعقل ابلیس و صورت ہمچو آدم
بصد پایہ ز اسپ و گاو و خرکم

ترجمہ: (وہ اپنی) فکر و عقل میں ابلیس (کی مانند) ہیں اور (حالانکہ) شکل و صورت میں انسان جیسے ہیں، (پس) وہ گھوڑے، گائے اور گدھے (جیسے جانوروں) سے بھی سو درجہ کمتر ہیں۔

تشریح: پیر دنیا میں ایسے لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو شکل و صورت میں تو

انسان ہیں مگر اپنی خصلت و عادت میں ابلیس ہیں کیونکہ وہ اپنی دنیوی عقل کو اسی راندۂ درگاہ کی خباثت کے تابع کر چکے ہیں اور اسی کے اشارے پر چل رہے ہیں، اپنی عقل کو رحمان کی ہدایت کے مطابق استعمال نہ کرنے کے باعث قرآن حکیم میں ایسے لوگوں کو حیوان کہا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (۷:۱۷۹)؛ ترجمہ: وہ (لوگ) جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

بصورت زندہ اما جان ندارند
اگر دارند جان جانان ندارند

ترجمہ: شکل و صورت میں وہ زندہ ہیں، لیکن ان کے پاس (حقیقی معنوں میں) جان نہیں ہے، اور اگر (مان لیا جائے کہ) انکی جان ہے، تو پھر بھی انکے پاس جانان نہیں ہے۔

تشریح: یہ لوگ بظاہر زندہ نظر آتے ہیں مگر روحِ ناطقہ کی امکانی برکات سے کام نہ لینے، اور عبادت و علم اور ہدایت کے سرچشمے سے دوری کی وجہ سے یہ روح کے اعلیٰ درجات کے اعتبار سے گویا مردہ ہیں، اگر کوئی یہ باور کرتا ہو کہ ان کے انسان ہونے کی وجہ سے انکی جان ہے، تب بھی انکے پاس جان کی جان یعنی معشوقِ حقیقی کی پہچان نہیں ہے اور اس لئے یہ مطلقاً مردۂ زندہ نما ہیں۔

ولیکن ہیچ نتوان فرق کردن
ز شیطان لعین در زرق کردن

ترجمہ: لیکن منافقت اور مکر و ریا کے حوالے سے ان کے اور شیطانِ راندہ کے درمیان کوئی فرق نہیں کر سکتا ہے۔

تشریح: ان میں سے اکثر نے اپنے نفس کی پیروی کے باعث رفتہ رفتہ فتنہ پرور طاغوت کی عادات کو اس حد تک اپنا لیا ہے کہ وہ مرتبہ انسانیت کی بلندی سے ابلیسیت کی پستی میں گر چکے ہیں اور اگرچہ ان کی شکل انسانوں کی سی ہے مگر فریب اور دھوکہ دہی کے اعتبار سے یہ سراسر شیطانی عادتوں کے حامل ہیں۔

زبی جانی دل بیدار شان نہ
بجز انکارِ خاصان کارِ شان نہ

ترجمہ: مردگی (کی وجہ) سے ان کے دل بیدار نہیں ہیں، (اسی سبب سے) خاصانِ خدا (یعنی اولیا اللہ) سے انکار کے سوا ان کا کوئی کام نہیں ہے۔

تشریح: چونکہ یہ لوگ جسم سے زندہ مگر روح وعقل کے اعتبار سے مردہ ہیں، اس لیے یہ خاصانِ خدا یعنی انسانانِ کامل کو نہیں پہچانتے ہیں اور انہیں اپنے جیسا انسان گردانتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے: قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (۱۵:۳۶)، ترجمہ: اور وہ بولے (اے رسول!) تم اور کچھ نہیں مگر ہماری طرح کے آدمی ہو؛ تاریخ میں ہر پیغمبر اور ہر ولی کی بشریت پر عوام النّاس اسی طرح اعتراض کرتے رہے ہیں، کیونکہ عام لوگ روحانی مردگی کے باعث اولیا و عرفا کے مراتب کو نہیں سمجھ پاتے اور انکی مخالفت و مخاصمت کو اپنی زندگی کا ایک بڑا مقصد بنا لیتے ہیں۔

دلست و جان ممیز آدمی را
کزین دو یافت بیشی و کمی را

ترجمہ: انسان کا دل اور اسکی روح اسے (دوسروں سے) ممتاز کرتے ہیں اور انہی دو کی مدد سے اس نے (چیزوں کی) کمی وبیشی کو پالیا ہے۔

تشریح: انسان کو روحِ ناطقہ اور عقلِ عزیزی کی دولت سے نوازا گیا ہے اور انہی دو صفات کی وجہ سے وہ حیوانوں سے ممتاز و منفرد ہے اور دیگر تمام مخلوقات سے افضل قرار پایا ہے، اور روح و عقل کی انہی دو طاقتوں کی وجہ سے انسان کو چیزوں کی اصلیّت کو پانے میں مدد ملتی ہے، اگر انسان ان قوتوں کا درست استعمال نہ کر سکے تو وہ مرتبہ حیوانیت میں رہ جاتا ہے۔

دلِ او گر مربّی گشت جان را
بیابد او بقای جاودان را

ترجمہ: اگر اس کا دل، (اسکی) جان کی پرورش کرنے والا ہو جائے، تو وہ ہمیشہ رہنے والی زندگی کو پالے گا۔

تشریح: انسانی روح کو پرورش کی ضرورت ہے اور اس کا دل اس کی پرورش کر سکتا ہے، یہاں دل کو ایک ایسی عقل کے معنوں میں لیا گیا ہے جو عقلِ کل سے فائدہ پذیری کی صلاحیّت رکھتی ہے، جیسے کہ قرآن میں ارشاد ہے: لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا (۷:۱۷۹)، ترجمہ: ان کے دل (عقول) ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں ہیں، یعنی اگر کسی انسان کی عقل اسکی جان کی پرورش کرے تو وہ مومن فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مراحل سے گزر کر تب و تاب جاودانہ پا سکتا ہے۔

چو او با روح گیرد آشنائی
رسد در دارِ ملکِ روشنائی

ترجمہ: جب وہ روح (قدس) کی دوستی قبول کرے گا تو نور کی بادشاہی کے گھر جا

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

پہنچے گا۔

تشریح: جس طرح روحِ معدنیہ روحِ نامیہ میں اور روحِ نامیہ روحِ حسّیہ میں فنا ہو جاتی ہے اور جسطرح روحِ حسّیہ روحِ ناطقہ میں فنا ہو جاتی ہے، اسی طرح جو عاشق و سالک روحُ الاعظم سے آشنا ہو جائے اور اس بابرکت روح کی ہم نشینی اور صحبت کے فیوض و برکات کو حاصل کرتے ہوئے اپنی روحِ ناطقہ کو روحِ قدسیّہ میں فنا کر دے، تو وہ بالآخر نور کی شہنشاہی کے مرکز یعنی بہشت کے زندہ گھر، جو الٰہی ہے، کی معرفت کو پا لے گا۔

وگر شد در ہوای تن گرفتار
تو آن کس را بجز شیطان مپندار

ترجمہ: (اور) اگر وہ جسمانی ہوس میں گرفتار ہوا تو پھر تم اُسے شیطان کے سوا کچھ نہ سمجھنا۔

تشریح: روح کے اعلیٰ مراتب سے دوستی اور راہِ روحانیت کے سلوک کو چھوڑ کر اگر کوئی حرص و لالچ کی نفسانی کشش اور ہوا پرستی میں گرفتار رہے تو دانا اسے شیطان ہی تصور کرتا ہے۔

چو گاو و خر بخورد و خواب خرسند
طبیعت پای جانش را شدہ بند

ترجمہ: وہ گائے اور گدھے کی طرح کھانے اور سونے میں خوش ہے، (اس لئے) جبلّت اس کے روح کے پاؤں کی زنجیر بن گئی ہے۔

تشریح: انسان اور حیوان میں کھانے پینے اور سونے کی جبلّتیں مشترکہ ہیں، جو چیز

انسان کو دیگر تمام مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے وہ اس کی روحِ ناطقہ ہے، اگر کوئی شخص روحِ ناطقہ کی پرورش کو فراموش کر کے صرف حیوانی روح کو پروان چڑھاتا رہے اور حیوان کی طرح کھانے، پینے اور سونے ہی میں خوش رہے تو اسکی یہ عادت اسکی روحانی ترقی اور روح کی پرواز میں حائل ہو جاتی ہے۔

بدین در پایۂ حیوان بماند
بظلمت خوار و سرگردان بماند

ترجمہ: اس (روش) سے تو وہ جانور کے درجے میں رہ گیا اور (اسی) تاریکی میں ذلیل و پریشان حال رہ گیا۔

تشریح: انسان کو تمام مخلوقات پر افضل و اشرف بنایا گیا ہے، مگر لوگ اپنی نفسانی عادات کی وجہ سے اپنے اس مقام سے درجۂ حیوانیت میں گر جاتے ہیں اور پھر نفسانیت کی اسی تاریکی میں ذلیل و خوار رہتے ہیں۔

بکوش ای دوست تا زیشان نباشی
بظلمت خوار و سرگردان نباشی

ترجمہ: اے دوست! (روحانی بلندی کی) کوشش کرو! تاکہ تم ان میں سے نہ ہو جاؤ اور تاریکی میں ذلیل و خوار نہ ہو جاؤ۔

تشریح: پیر ناصر خسروؒ تاکید فرماتے ہیں کہ انسان کیلئے لازم ہے کہ وہ عبادت و بندگی کی ریاضت اور علم و حکمت کی حصولی سے روحانی بلندی اور روشنی کو حاصل کرنے کیلئے مسلسل کوشش کرتا رہے تاکہ حیوانی عادتوں کے تسلّط کی وجہ سے دائمی نفسانی تاریکی میں خوار و

گرفتار نہ ہو جائے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

گوشہ نشینی کے بارے میں

تُو عُزلت جوی و دور از انجمن باش
رفیق خویشتن ہم خویشتن باش

ترجمہ: تو خلوت وتنہائی کا طالب ہو جا! اور (دنیا کی) محفل سے دور رہ! خود اپنا دوست ہو جا اور اپنا آپ ہو جا! (یعنی خود کو پانے کی کوشش کر)۔

تشریح: عبادت و ریاضت اور اپنے بارے میں غور وفکر کرنے جیسے اعلیٰ روحانی مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے جو گوشہ نشینی اختیار کی جائے، وہ قابلِ تعریف ہے کیونکہ ایسی خلوت میں انسان کو تزکیۂ نفس کے ساتھ اپنے بارے میں سوچنے کا بہت اچھا موقع ملتا ہے اور غور وفکر کی عادت ہوتی ہے، اس شعر میں پیر ناصر خسرو گوشہ نشینی و خلوت اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسان کو دنیا کی گہما گہمی اور ہنگاموں سے دور رہتے ہوئے عزلت کا طلب گار ہونا چاہیے تاکہ اسے خود اپنا دوست بننے اور خود کو پہچاننے میں مدد ملے۔

زعزلت شاہ مرغان گشت سیمرغ
یکی مرغست و خوانندش بسی مرغ

ترجمہ: تنہائی کی بدولت سیمرغ پرندوں کا بادشاہ بن گیا، وہ ایک ہی پرندہ ہے

مگر اسے تیس (۳۰) پرندے کہا گیا ہے۔

تشریح: سیمرغ ایک خیالی پرندہ ہے جس کا وطن کوہِ قاف بتایا جاتا ہے، مشہور و معروف صوفی شاعر عطّار فریدالدین نے اپنی شاہکار تصنیف منطق الطّیر میں سیمرغ یا عنقا پرندے کی کہانی کو تمثیلی رنگ میں پیش کیا ہے جس کے مطابق بے شمار پرندے سیمرغ یعنی بادشاہ پرندے کی تلاش میں نکلتے ہیں، جن میں سے تیس[۳۰] بڑی سخت اور کڑی ریاضت سے گزرنے کے بعد یہ ادراک حاصل کرتے ہیں کہ دراصل سیمرغ (لفظی معنی: تیس پرندے) وہ خود ہی ہیں۔ جیسے مولانا حاضر امام صلوات اللہ علیہ (آغا خان چہارم) نے ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو شالیمار گارڈن لاہور میں ایوارڈ برائے اسلامی فنِ تعمیر کی تقریر میں فرمایا "جیسا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ بہت بڑی تعداد میں پرندے مثالی اور کامل بادشاہ کی تلاش میں نکلے، کافی ابتلا و آزمائش کے بعد ان میں سے تیس اس سفر کی آخری منزل یعنی اعلیٰ ترین شاہ ذی جاہ کے دروازے پر پہنچے، اب دربان ان کو ہر طرح سے آزماتا ہے اور پھر دروازہ کھولتا ہے، وہ (پرندے) جاکر مسند یعنی ذی عزت و ذی وقار کی نشست پر بیٹھ جاتے ہیں، پھر جب ان میں ایک اندرونی روشنی پیدا ہوئی، تب ان کو ادراک ہوا کہ وہ سب مل کر سیمرغ ہیں، اور یہ کہ سیمرغ، تیس مرغان کی وحدت ہے۔" یہ دراصل عارف کے روحانی سلوک کی کہانی ہے جس میں گوشہ نشینی کی ریاضت کے نتیجے میں معرفت و وحدت کی منزل تک رسائی ہوتی ہے، اسی لئے پیر عرفان و نور کی منازل کو طے کرنے کیلئے عزلت و تنہائی کو ضروری قرار دیتے ہیں۔

بود رازِ ترا کس چون تو محرم
کہ باشد بہتر از تو یار و ھمدم

ترجمہ: تیرے اسرار و بھیدوں کو تیری طرح جاننے والا کون ہو سکتا ہے؟ اور تجھ سے

بہتر (تیرا) یار و ہمدم کون ہو سکتا ہے؟

تشریح: اس شعر کا اشارہ یہ ہے کہ خود شناسی کیلئے گوشہ نشینی اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ ہر شخص کے عالمِ شخصی کے اسرار کو جاننے اور اپنی روحانی ترقی و تنزّل کی علامتوں کو محسوس کرنے اور سمجھنے والا، درحقیقت خود وہی انسان ہوتا ہے، جیساکہ ارشاد ہے، بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ (۷۵:۱۴)، ترجمہ: بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو خوب جانتا ہے، یعنی ہر انسان کو اپنے اندر پوشیدہ صلاحیتوں کا سب سے زیادہ علم ہوتا ہے اور ان کو بروئے کار لانے کیلئے وہ خود ہی اپنا بہترین دوست اور مددگار ہے۔

برو دامن کش از اہل زمانہ
اگر خواہی کہ خوانندت یگانہ

ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ (لوگ) تجھے منفرد و یگانہ کہیں، تو جاؤ! اہلِ زمانہ سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔

تشریح: پیر کے نزدیک کامیابی کا آخری معیار کسی سالک کا فنافی اللہ اور بقا باللہ کی منزل کو پانا ہے جس کے نتیجے میں وہ عارف بن کر عوام النّاس میں منفرد و ممتاز ہو جاتا ہے، اس لئے فرمایا گیاکہ اہل زمانہ میں وحید و یگانہ بننے کیلئے دنیا کی محفل سے کنارہ کش ہونا ضروری ہے، کیونکہ تنہائی کی عبادت و سخت ریاضت کے بعد ہی کوئی بموجبِ حدیث مُوتُوا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوتُوا (مرنے سے پہلے مرو) کے مرحلے سے گزر کر روحانی طور پر زندہ ہوکر عالمِ انسانیت کے لئے آفاقی و عالمی اہمیّت کا کام کرسکتا ہے۔

منہ بر جان خود بار زر و زن
قدم بر تارک این ہر دو بر زن

ترجمہ: اپنی جان پر بیوی اور روپے پیسے کا بوجھ مت رکھ اور ان دونوں کے سر کی چوٹی پر ٹھوکر مار۔

تشریح: ایک مومن کے لئے خصوصی مقام حاصل کرنے اور گوہرِ یک دانہ بننے کیلئے عالمِ روحانی و عالمِ عقلانی کی منازل طے کرنا ضروری ہیں جس کے لئے زہد و تقویٰ اختیار کرنے اور مجاہدہ و نفس کُشی کی بہت بڑی اہمیّت ہے، جس کے زیرِ اثر ایک عالی ہمّت مومن رفتہ رفتہ سیم و زر کی جمع آوری اور نفسانی تصوّرات سے بالاتر ہو جاتا ہے، کیونکہ جب تک وہ ظاہری مال و زر اور اہل و عیال ہی کے مسائل و احوال میں اُلجھا رہے گا، اس وقت تک وہ روحانی جہاد جیسے عالمی اثر کے حامل انقلاب کے لئے کوئی قابلِ ذکر کارنامہ انجام نہیں دے سکے گا اور روحانی پرواز میں کوتاہی ہوگی۔

بکاری می نیاید زن و فرزند
بریدن بہتر است از خویش پیوند

ترجمہ: بیوی اور بیٹا تیرے کوئی کام نہیں آئنگے اور اسلئے اپنوں اور رشتہ داروں سے جدائی اختیار کرنا بہتر ہے۔

تشریح: انسان کو اپنی روح کی فکر کرنا لازم ہے، کیونکہ روزِ محشر اسے بیوی اور قرابت داروں میں سے کوئی بھی کام نہیں آئے گا، اس لئے ضروری فرائض کو ادا کرتے ہوئے خاندان سے ایک حد تک وابستگی ٹھیک ہے مگر بت پرستی کی حد تک اسی کو زندگی کا آخری مقصد قرار نہ دیا جائے، نیز اسمیں دنیا کے محدود رشتوں سے بڑھ کر اعلیٰ روحانی اور بنیادی

رشتوں کی طرف بھی اشارہ ہے تاکہ انسانوں کی روحانی وحدت کے پیشِ نظر ہماری سوچ میں وسعت پیدا ہو۔

پدر را عقل دان و نفس مادر
میازار این دو کس را ای برادر

ترجمہ: (اے برادر!) عقل کو باپ اور نفس کو ماں سمجھو! اور ان دونوں (سے بے توجہی کرتے ہوئے ان) کو تکلیف مت دو۔

تشریح: یہاں انسان کے جسم اور اس کے وجود کی بنیاد یعنی روح اور عقل کے درمیان ایک تقابلی جائزہ نظر آتا ہے کہ انسانی شخصیت کی اصل واساس اس کی روح اور عقل ہے اور اس ناطے سے روحِ کُل اور عقلِ کُل اس کے نورانی ماں باپ ہیں، اس لئے گو کہ دنیوی والدین کی خدمت ضروری ہے مگر ان نورانی والدین کی خدمت مقدم تر ہے، کیونکہ اسی سے انسان کی ہستی میں موجود روح وعقل کا شرارہ نفسِ کُل اور عقلِ کُل کے عالمگیر شعلے میں فنا ہو سکتا ہے جب کہ ان سے بے توجہی روحانی تنزل کا باعث بن سکتی ہے۔

اگر در بند چار و پنج مانی
بدان کاندر بلا و رنج مانی

ترجمہ: اگر تُو (دنیا میں) چار (عناصر) اور پانچ (حواسِ ظاہر) کی قید میں رہا تو جان لے کہ تُو آزمائش اور دکھ میں رہے گا۔

تشریح: عناصرِ اربعہ اور ظاہری حواس کائناتِ ظاہر اور انسان کی جسمانی زیست کے اجزائے ترکیبی ہیں، جبکہ روح وعقل کی دنیا روحانی ذرات اور باطنی حواس پر مبنی ہے، پیر

فرماتے ہیں کہ عناصر اربعہ اور حواسِ خمسہ کی دنیا میں قید رہنے سے انسان کی جان تکلیف و آزمائش میں رہتی ہے کیونکہ وہ باطنی حواس اور اندرونی کائنات کے معجزات سے محروم رہتی ہے۔

زچار و پنج بگذر ہمچو مردان
دلت زین بندہا آزاد گردان

ترجمہ: جوانمردوں کی طرح چار و پنج سے گزر جا اور اپنے دل کو ان بندشوں سے آزاد کر لے۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ روحانی و عقلانی ترقی کے لئے عبادت و ریاضت کی ضرورت ہے جو مادّی دنیا سے تعلق کم کرنے کے باعث ممکن ہے، اس لئے نورانی ترقی کے خواہاں شخص کو روحانی انوار دیکھنے کیلئے آفاق کے پرکشش بندھنوں سے جوانمردوں کی طرح اپنے دل کو آزاد کرنا ہوگا۔ کائناتِ ظاہر کی مادّی نشانیاں بذاتِ خود مقصد نہیں، بلکہ عالمِ شخصی کے عجائبات کو سمجھنے کیلئے اشارے ہیں، اس لئے ان سے دل لگانے سے آخری اور عالی ترین مقصد حاصل نہیں ہوگا، اگر انسان اس مادّی بندش سے آزاد و بلند تر ہو جائے تو اسکی روح سبک رفتاری سے آگے بڑھ سکتی ہے، جس طرح راکٹ زمین کے کرۂ کشش کو چھوڑ کر خلا میں از خود بڑی آسانی سے اڑنے لگتا ہے۔

گرت باید کہ وصلِ یار یابی
بہ ترکِ سر بگو تا بار یابی

ترجمہ: اگر معشوق کا وصل چاہتے ہو تو اس کے حضور پہنچنے تک غرور کو چھوڑ دو۔

تشریح: معشوقِ حقیقی کے حضور میں جانے کیلئے غرور و تکبّر کو ترک کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس محبوب کے وصل کا رستہ عاجزی وانکساری کو اپنانے سے ملتا ہے۔

تو تا خرم نشینی در فراقش
کجا باشی ندیمِ ہمو ثاقش

ترجمہ: جب تک تو اس کی فرقت اور جدائی میں مطمئن رہے گا تو اس کا مصاحب اور ہمخانہ کہاں بنے گا۔

تشریح: کوئی سالک عبادت و بندگی اور سپردگی کے مطلوبہ معیار کی کمی کے باعث محبوب سے دور ہو اور اس کے باوجود بھی خوش اور مطمئن رہے، تو وہ وصال نہیں پا سکتا، معشوقِ جان کے ہم نشین اور مصاحب بننے کیلئے دیدار کا والہانہ شوق اور فراق کا شدید درد ہونا چاہیے، اس لئے ایک حقیقی عاشق دل ہی دل میں اپنے یارِ جانی کے وصال کیلئے دائم سلگتا رہتا ہے اور اپنی ان خامیوں اور غفلتوں پر افسوس کرتا ہے جن کی وجہ سے وہ معشوق سے دُور رہ گیا ہے۔

ہوسبازی مکن گر وصل خواہی
بترکِ فرع گو گر اصل خواہی

ترجمہ: اگر تُو وصل کا طالب ہے تو ہَوس کے کھیل کو ختم کر، اگر اصل (جڑ) کو چاہتے ہو تو فرع (شاخ) کو چھوڑ دو۔

تشریح: اس سے پہلے غرور و تکبر کو ترک کرنے کی نصیحت کی گئی، اور اب ہَوس سے دور رہنے کی تاکید کی جاتی ہے کیونکہ انسان عاجزی، قناعت اور شکر گزاری جیسی اصل خوبیوں ہی سے شاہ خوبان کا وصال پا سکتا ہے۔

ISW
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دلی کو بندۂ کام و مراد است
ہمیشہ عاشق لہو و فساد است

ترجمہ: وہ دل جو آرزو اور خواہش کا غلام ہے، وہ ہمیشہ کھیل کود اور خرابی کا عاشق ہے۔

تشریح: جو شخص دنیا کے ادنیٰ مقاصد تک محدود ہو تو وہ کھیل کود اور خرابی کی طرف ہی مائل رہتا ہے۔

تو تا در راہ ننھی گام اول
نباشد بر تو رازش را معوّل

ترجمہ: جب تک تُو (روحانیّت کے) راستے میں پہلا قدم نہیں رکھے گا، تب تک تُو اس (معشوق) کے راز کا معتمد (قابلِ اعتبار) نہیں ہوسکتا۔

تشریح: راہِ روحانیّت میں آگے بڑھنے کیلئے عالی ہمّتی اور ثابت قدمی کی ضرورت ہے اور جب تک کوئی سالک اولوالعزمی اور بلند حوصلگی سے یہ سفر شروع نہیں کرتا، تب تک وہ روحانیّت کے اعلیٰ رازوں کا امین بنائے جانے کے قابل نہیں بن سکتا۔

دو سودا در یکی سر در نیاید
یکی دل با دو دلبر بر نیاید

ترجمہ: ایک ہی سر میں دو (متضاد و متصادم) خواہشات نہیں سما سکتی ہیں (اور) ایک ہی دل میں دو محبوب بیک وقت نہیں رہ سکتے ہیں۔

تشریح: دین و دنیا دونوں کی خواہشات بیک وقت دل میں نہیں سما سکتیں، اگر

مومن کو روحانیّت میں کامیاب ہونا ہے تو دنیا کی خواہشات سے دستبردار ہونا ہوگا یعنی روح کی سربلندی کے لئے دنیا کی ہوا و ہَوس کو چھوڑنا ہوگا۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اچھے اور بُرے اخلاق کے بارے میں

درین زندان حریفی چند باتُست
کزان یاران جدائی بایدت جست

ترجمہ: (زندگی کے) اس قید خانے میں تیرے کچھ ایسے ساتھی ہیں جن سے تجھے جدائی اختیار کرنی چاہیے۔

تشریح: جسمانی زندگی روح کیلئے گویا ایک قید خانے کی مثال ہے جہاں سے رہائی حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرنا ضروری ہے، پیر نامدار انسان کی ہستی میں موجود کچھ ایسی عادتوں کی نشاندہی کرتے ہیں جن کے کرہ کشش سے نکلنا ضروری ہے ورنہ روحانی پرواز میں کوتاہی ہوگی۔

یکی بخل و دوم خشم و سوم آز
چہارم مکر و پنجم شہوت و ناز

ترجمہ: ان میں سے ایک کنجوسی ہے، دوسرا غصہ، تیسرا طمع، چوتھا مکر اور پانچواں ہَوس اور فخر ہے۔

تشریح: پیر کنجوسی، غصہ، طمع، مکر، ہَوس اور فخر جیسی کچھ اخلاقی کمزوریوں اور بیماریوں کا ذکر کرتے ہیں جو درحقیقت انسان کی دشمن ہیں مگر یہ عادتیں اسے اپنے دوست اور

ساتھی کی طرح عزیز نظر آتی ہیں کیونکہ نفسِ امارہ ان قبیح عادتوں کو ہمارے لئے حسین بنا کر پیش کرتا ہے اور ان کی دوستی کے دھوکے میں انسان اپنا ہی روحانی نقصان کرتا ہے۔

ششم کبر و حسد ہر ہفت یارت
کزین یاران خلل بگرفت کارت

ترجمہ: چھٹا تکبّر اور ساتواں حسد ہے، یہ تیرے (وہ) سات دوست ہیں جن کی وجہ سے تیرے کام میں خلل پڑتا ہے۔

تشریح: انہی برائیوں میں کبر اور حسد بھی شامل ہیں، مذکورہ سات قبائح انسان کو اپنے سات دوست نظر آتے ہیں کیونکہ ان سے نفسِ حیوانی کو تسکین ملتی ہے، مگر یہی عادتیں اس کی اخلاقی اور روحانی ترقی میں بہت بڑی رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔

ازینہا بگذر و یاری دگر جوی
رفیقان بزرگ و نامور جوی

ترجمہ: ان (دوستوں) کو چھوڑ دو اور کسی دوسرے یار کو تلاش کرو، ایسے رفیق جو بزرگ و نامور ہوں۔

تشریح: چونکہ انسان اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے، صالحین کی دوستی اسے صالح اور طالحین کی دوستی اسے طالح بنا دیتی ہے، اس لئے پیر وجود کے ان ناپسندیدہ ساتھیوں کی جگہ شریف و عالی نسب رفقا کی ہم نشینی تلاش کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

تواضع پس کرم آنکہ قناعت
کم آزاری و پس پرہیز و طاعت

ترجمہ: وہ (بزرگ و ناموریار) تواضع، کرم، قناعت، کم آزاری، پرہیز اور طاعت ہیں۔

تشریح: مثبت اور اچھی صفات دراصل انسان کے وہ قابلِ قدر اور بزرگ دوست ہیں جن کو اپنانے سے انسان معزّز ہو جاتا ہے، پس عاجزی، سخاوت، تقویٰ، طاعت اور انسان دوستی جیسی اعلیٰ صفات ہی انسان کو پختگی، سنجیدگی اور بلندی بخشتی ہیں۔

دگر حکمت اگر ہستی خردمند
گسل زانہا و با اینہا پیوند

ترجمہ: اور حکمت (تلاش کر)، اگر تُو عقلمند ہے، اُن (سابق الذّکر) دوستوں کو چھوڑو اور اِن (آخرالذّکر) سے رشتہ جوڑلو۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ دانشمند حکمت کو حاصل کرتا ہے، حکمت، علم کا خلاصہ و جوہر ہے جس سے اسرارِ کائنات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے، جو شخص معنی و مقصد کو عشق و اخلاص سے تلاش کرتا ہے، خدائے حکیم اس کی ہستی میں حکمت کو اس کے اعلیٰ ترین معنوں میں مکمل کر دیتا ہے جس میں تمام بھلائیاں سموئی ہوئی ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: وَمَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا (۲۶۹:۲)، ترجمہ: اور جس کو حکمت ملی، اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی، پس پیر کے مطابق حکمت ایک معزز دوست کی مانند ہے جس سے انسان کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے، بالفاظ دیگر حکمت انسان کی عقل کا زیور ہے۔

ترا این نیک خواہند آنت بدخواہ
تو در ملک وجودِ خویشتن شاہ

ترجمہ : یہ (نامور دوست) تیرے خیرخواہ ہیں جبکہ وہ تیرے بدخواہ ہیں، تو اپنی ہستی کی سلطنت کا بادشاہ ہے، (تیرا اختیار ہے کہ تو کن کو دوست بناتا ہے)۔

تشریح : طمع اور ہوا و ہَوس انسان کے وجود میں بدخواہ دوستوں کی طرح ہیں جبکہ تواضع، کرم اور قناعت وغیرہ انسان کے خیرخواہ دوستوں کی طرح ہیں، چونکہ انسان مختار ہے اور خیر و شر کی ان طاقتوں میں سے جس کو چاہے، اپنا سکتا ہے، لہٰذا پیر نامدار انسان کی توجہ اس جانب مبذول کراتے ہوئے اسے خیرخواہ دوستوں کو اپنانے کا مشورہ دیتے ہیں کیونکہ وہ اس کی قدر و منزلت میں اضافے کا باعث بنتے ہیں جبکہ بُری عادتیں اسے ذلیل و خوار کر دیتی ہیں۔

نکو خواہان خود را یاورے کن
ز بدخواہان خود خود را برے کن

ترجمہ : جو تیرے خیرخواہ ہیں انکی مدد کر اور جو تیرے بدخواہ ہیں ان سے خود کو آزاد کر۔

تشریح : اخلاقی و روحانی ترقی کیلئے ضروری ہے کہ انسان اپنے بدخواہ دوستوں کو پہچانے، چاہے وہ اس کے ظاہری ماحول میں ہوں یا خود اس کے اندر، اور ان سے خود کو آزاد کرلے۔ جس طرح انسان کے بداندیش و بدسگال دوست اسکی ظاہری و اخلاقی زندگی کے لئے نقصان دہ ہیں، اسی طرح، بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر اس کے وجود کے یہ نادیدنی دوست نما دشمن، اس کی روحانی و عقلی زندگی کے لئے تباہی کا باعث ہیں۔

اگر زین سان شوی بر خود خدیوی
وگر زین سان نئی رو رو کہ دیوی

ترجمہ: اگر تم ایسا کرو گے تو (بزرگ و) بادشاہ بن جاؤ گے اور اگر ایسا نہیں ہے، تو چلے جاؤ! کیونکہ پھر تو تم شیطان ہو!

تشریح: پیر ناصر خسروؒ فرماتے ہیں کہ سات خیرخواہ دوستوں جیسی اچھی صفات یعنی تواضع، قناعت، کرم، پرہیز، طاعت، کم آزاری اور حکمت کو اپنانے سے انسان بزرگی کے ساتھ مختار بنے گا جبکہ سات رذیل عادتوں کو اپنانے سے وہ شیطان بن کر ذلیل وخوار ہو جائے گا، کیونکہ کنجوسی، طمع، حرص و ہوا، غصہ، مکر، فخر، تکبّر اور حسد جیسی طاغوتی خصلتیں اس کے اندر ابلیس کی بھرپور نمائندگی کرتے ہوئے اس کو انسان نما شیطان بنا دینگی۔

پند و نصیحت کے بارے میں

چہ خوش زد داستان آن مُوبد پیر
سخنہای چنان در گوش جان گیر

ترجمہ: اس دانا حکیم نے کتنی اچھی بات کی، ایسی باتوں کو اپنی روح کے کان میں محفوظ کر لے۔

تشریح: پیر کنایۃً فرماتے ہیں کہ وہ دانا حکیم وہ خود ہی ہیں اور اپنے ان اشعار کی صورت میں وہ جو کچھ بیان کر رہے ہیں، اسے گرہ میں باندھ لیا جائے اور ان کی نصیحت کو یاد رکھا جائے۔

ھر آن کس را کہ باشد راھبر بوم
نبیند جز کہ ویرانے برو بوم

ترجمہ: جس کسی کا رہبر اُلّو (کی طرح احمق) ہو تو وہ بیابان کے سوا کچھ نہ دیکھے گا۔

تشریح: دین و روحانیت کے راستے پر لوگوں کی حقیقی رہنمائی کوئی ایسا کامل انسان ہی کر سکتا ہے جسے عقلِ کل کی مسلسل اور بھرپور تائید حاصل ہو، ورنہ کسی احمق کی پیروی کرنے سے کسی کی کوئی روحانی آبادی نہیں ہو سکتی۔

مکن با ناکسان زنہار یاری
مکن با جان خود زنہار خواری

ترجمہ : نا اہل اور کمینہ لوگوں سے ہرگز دوستی مت رکھو اور خبردار رہو! (نالائق اور فرومایہ سے دوستی کر کے) اپنی جان کے لئے ذلت و رسوائی مت لاؤ۔

تشریح : کسی کم ظرف اور سفلہ کی صحبت کا نتیجہ ذلت و رسوائی ہے، کیونکہ ایسی ہم نشینی کا اثر رفتہ رفتہ اس کے ساتھ رہنے والے کو خسیس بنا کر اسے ذہنی پستی اور اخلاقی و روحانی موت سے ہمکنار کر دیتا ہے۔

بپرہیز ای برادر از لئیمان
بنا کن خانہ در کوی کریمان

ترجمہ : اے بھائی! تم کنجوس لوگوں سے خود کو بچاؤ اور اپنے گھر کو سخی لوگوں کی گلی میں تعمیر کرو۔

تشریح : قرآن اور دیگر دینی ماخذات میں بخلاء کی مذمت اور اسخیاء کی تعریف کی گئی ہے، بخل کا اطلاق دنیا کے مال و دولت کے علاوہ انسان کی اخلاقی، روحانی اور علمی خوبیوں پر بھی ہوتا ہے، بخیل روپیہ پیسہ اور علم و ہنر ہونے کے باوجود غریب ہوتا ہے جبکہ دل کا سخی محدود پونجی رکھنے کے باوصف اپنے مال اور اپنی اخلاقی اور علمی خوبیوں سے لوگوں کی مدد کرتا ہے، اس لئے پیر فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنا گھر سخی حضرات کی گلی میں بنانا چاہیے یعنی سخی کی دوستی اور ہم نشینی اختیار کی جائے تاکہ اس صحبت سے انسان میں اچھی عادات پیدا ہوں۔

زنیکان نیک باشی و زخسان خس
ز دونان دون شوی و ازکسان کس

ترجمہ: نیکوں کے ساتھ بیٹھنے سے تو نیک بنے گا اور ذلیلوں میں رہ کر ذلیل، کم ظرفوں کی صحبت میں تم کم ظرف اور عقل مند کی ہم نشینی سے عقل مند بنو گے۔

تشریح: نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے ان کی اخلاقی اور روحانی تاثیر غالب آتی ہے اور انسان خود بھی نیکی کی طرف مائل رہتا ہے، جبکہ کم ظرف کی دوستی سے اس کی خامیوں کا اثر انسانی شخصیت پر پڑتا رہتا ہے، اس لئے پیر نیک اور دانا کی ہم نشینی کی تلقین فرماتے ہیں۔

ازین بی دانشان بگسل حریفی
ظریفان را طلب کن کر ظریفی

ترجمہ: اس لئے تم نادانوں کے ساتھ دوستی کو ختم کرو اور اگر چاہتے ہو کہ عقل مند بنو تو دانشمندوں کی صحبت تلاش کرو۔

تشریح: انسانی شخصیت پر ہر اچھی یا بری صحبت کے دیرپا اثرات مرتّب ہوتے ہیں جو غیر محسوس طریقے سے اسکی ہستی کی گہرائی میں اتر جاتے ہیں اور پھر ان سے نجات حاصل کرنا آسان نہیں رہتا، اس لئے دانشمند کی صحبت میں بیٹھنے کی نصیحت کی گئی ہے کیونکہ اس سے رفتہ رفتہ نادانی کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں اور ذہن روشن ہو جاتا ہے۔

بود با زیرکان زندان گلستان
چو زندانست با نا اھل بستان

ترجمہ: عاقلوں کے ساتھ قید خانہ بھی گلستان ہے جبکہ کسی کم عقل کے ساتھ باغ و بستان

بھی زندان ہے۔

تشریح: نادان کی صحبت کے نقصان کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ پیر صاحب کے نزدیک کسی نادان کے ساتھ باغ و گلشن میں رہنے سے بہتر ہے کہ کسی عاقل کے ساتھ زندان میں رہا جائے کیونکہ کسی نافہم کے ساتھ اس باغ و گلشن سے حقیقی معنوں میں کوئی حظ نہیں اٹھایا جاسکے گا اور نہ ہی اس کے خوبصورت مناظر پر کوئی علمی غور و فکر ہو سکے گا، جبکہ دانا کے ساتھ زندان میں رہنے سے نہ صرف عقلی گفتگو اور ہم نشینی کا مزہ آئے گا بلکہ زندان کی مشکلات اور صعوبتوں کو بھی خدا کے قانونِ امتحان کے تحت سمجھنے میں مدد ملے گی جس سے جان کا رنج کم ہوگا۔

اگر دانا بود خصم تو بہتر
کہ با نادان شوی یار و برادر

ترجمہ: کسی نادان کو دوست اور بھائی بنانے سے بہتر ہے کہ کوئی دانا تمہارا دشمن ہو۔

تشریح: دانشمند کے نزدیک عقلمند کی ہم نشینی کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ اگر ایسا کوئی میسر نہ ہو تب بھی وہ کسی بیوقوف سے دوستی نہیں کرتا، کیونکہ کوئی نادان کسی کا بھائی یا دوست بنے، اس سے تو کہیں بہتر ہے کہ کوئی دانا اس کا دشمن ہو۔

نباید دشمنی از مرد عاقل
نشاید دوستی را مرد غافل

ترجمہ: ایک عقلمند شخص کسی سے دشمنی نہیں کرتا جب کہ غافل دوستی کے لائق نہیں ہوتا۔

تشریح: کوئی صائب الرّائے اور عقلمند شخص کسی سے دشمنی نہیں کرتا کیونکہ اس کی دانش

اس فعل کے لئے مانع ہوتی ہے، جبکہ نادان کو دوستی کے تقاضے نبھانے کا سلیقہ بھی نہیں آتا اور وہ نادانی میں دوست ہی کو نقصان پہنچاتا ہے۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ریاکار دوستوں کی مذمّت کے بارے میں

رفیقی من درین منزل ندیدم
حقیقت دوستی یکدل ندیدم

ترجمہ: اس مقام پر میں نے کوئی مخلص دوست نہیں دیکھا، دراصل ایسے دوست کو نہیں دیکھا جو یک دل ہو۔

تشریح: دنیا میں اخلاص و محبّت کی کمی کا ذکر کرتے ہوئے پیر فرماتے ہیں کہ دنیا میں سچے دوست نہیں ہیں اور ایسے دوستوں کی یقیناً کمی ہے جو یک رنگ و بے ریا ہوں۔

ازین مشتی رفیقان ریائی
بریدن بہتر است از آشنائی

ترجمہ: ان اکثر منافق اور ریاکار دوستوں سے الگ ہونا بہتر ہے۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ ہمارے اردگرد جو افراد ہیں اور جو خود کو ہمارا دوست کہتے ہیں، ان میں سے اکثر و بیشتر عیار و مکاّر ہیں، ان کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے اور زبان پر کچھ اور! جس کے باعث ان کی دوستی سے خوشی و قوّت حاصل نہیں ہوتی اور اس لئے ان سے الگ ہو جانا ہی بہتر ہے۔

همہ یار تو از بہر چہ باشند
پی لقمہ ہوادار تو باشند

ترجمہ: تمہارے سارے دوست کس لئے (تیرے ساتھ) ہیں؟ یہ اپنے کسی فائدے کی خاطر تیرے خیر خواہ (بنتے) ہیں۔

تشریح: ہمارے اکثر و بیشتر ریاکار دوست ہمارے ساتھ اسلئے ہوتے ہیں کہ ان کو ہم سے کسی دنیاوی فائدے کی امید ہوتی ہے، یہ اپنی خیر خواہی صرف اس وقت تک ظاہر کرتے ہیں جب تک ان کا اپنا کوئی مقصد حاصل ہو رہا ہو، اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ ہمارے خلاف کام کرسکتے ہیں۔

ز تو جویند در دولت معونت
گریزند از بر تو روز محنت

ترجمہ: یہ تجھ سے (صرف) حصولِ مال میں مدد چاہتے ہیں، جس دن تجھ پر مشکل پڑی، یہ تجھ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہونگے۔

تشریح: یہ وہ دوست ہیں جو کسی کا ساتھ صرف اس وقت تک دیتے ہیں جب تک ان کو کوئی فائدہ مل رہا ہو اور جیسے ہی اُس انسان پر کوئی آزمائش آجائے یا اُسے کسی مدد کی ضرورت پڑ جائے تو یہ نام نہاد دوست بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

عزیزی تا کہ داری زر و دینار
چو دینارت نماند آنکہ شوی خوار

ترجمہ: تُو ان کیلئے اس وقت تک عزیز ہے جب تک کہ تیرے پاس سونا اور دولت

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ہے اور جب تیرے پاس مال و دولت نہ رہے تو تم ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔

تشریح: چونکہ دنیا کے کچھ ریاکار لوگوں کی دوستی مال و زر ہی کے لئے ہوا کرتی ہے، اس لئے وہ اسی وقت تک کسی کو اپنا دوست مانتے ہیں جب تک اس کے پاس مال و دولت ہو، اور جونہی کسی وجہ سے وہ ان اسباب سے محروم ہو جائے تو یہی دوست اسے ذلیل و خوار چھوڑ کر منہ موڑ لیتے ہیں۔

چو مالت کاست از مہرت بکاہند
زیانت بہر سود خویش خواہند

ترجمہ: جب تیرا مال کم ہو جائے تو یہ تیرے لئے اپنی محبت گھٹا دیتے ہیں، (اور) یہ تیرے نقصان کی قیمت پر اپنا فائدہ چاہتے ہیں۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ چونکہ منافق کی دوستی میں اخلاص نہیں ہوتا ہے اس لئے وہ جس سے دوستی کرتے ہیں، اس کا مال کم ہوتے ہی ان کی دوستی بھی کم ہو جاتی ہے اور ان کی کم ظرفی کی حد یہ ہے کہ اگر دوست کو نقصان پہنچا کر ان کو کوئی فائدہ ہوتا ہو، تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کرینگے اور دوست کو نقصان پہنچا کر رہینگے۔

چہ جوئی دوستان چون ذرہ را
کہ نگشایند از کارت گرہ را

ترجمہ: تم کم مایہ دوستوں سے کیا تلاش کرتے ہو؟ وہ تمہارے کام میں کسی مشکل کو آسان نہیں کر سکتے۔

تشریح: کم ظرف دوستوں سے کسی نیکی کی امید نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ ایسے منافق اپنے

دوست کی کسی مشکل میں اس کی کوئی مدد نہیں کرتے ہیں۔

بسرد و گرم در کارت نیاید
کہ سرما را و گرما را نشاید

ترجمہ: وہ سرد و گرم (یعنی اچھے برے وقت) میں تیرے کسی کام نہیں آئنگے کیونکہ وہ زندگی کے نشیب و فراز میں کسی کے کام آنے کے لائق ہی نہیں ہیں۔

تشریح: ریاکار دوست کسی کے دُکھ سُکھ میں کام نہیں آسکتے، کیونکہ خود غرضی کی وجہ سے ان کے اندر دوستی اور رحم کا مایہ ہی نہیں ہوتا۔

کسی را مرد عاقل دوست خواند
کہ او با نیک و بد با دوست ماند

ترجمہ: عقل منداس شخص کو دوست کہتا ہے جو رنج و راحت میں دوست کیساتھ رہے۔

تشریح: حقیقی دوست تو وہ ہے جو ہر رنج و راحت میں یار کے ساتھ رہے اور اس کے درد کو اپنے درد کی طرح محسوس کرے، عقل مند کے نزدیک صرف ایسا شخص حقیقی دوست ہوسکتا ہے۔

کجا بر دوست رازِ دل بپوشد
بکار دوستان تا جان بکوشد

ترجمہ: وہ (سچا دوست) اپنے دوست سے دل کا بھید نہیں چھپاتا اور دوست کے کام (کو پورا کرنے) کے لئے جان تک دینے کی کوشش کرتا ہے۔

تشریح: حقیقی رفیق ہر مصیبت میں دل و جان سے اپنے دوست کی خدمت اور مدد کرتا ہے اور وہ اس سے اپنے دل کا کوئی بھید نہیں چھپاتا، سچا دوست کسی بھی مشکل میں اچھا مشورہ یا عملی مدد بہم پہنچاتا ہے اور یار کی خوشی یا غم کو دل سے محسوس کرتا ہے۔

فرو بندد کمر در مہربانی
برای دوست خواهد زندگانی

ترجمہ: وہ (اپنے دوست کے حق میں) مہربانی کرنے کے لئے کمربستہ رہتا ہے اور اپنے دوست کے لئے زندگی چاہتا ہے۔

تشریح: ایک مخلص ساتھی کسی منافق اور مطلب پرست دوست کی طرح نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے ہمدم کی خوشی اور کامیابی چاہتا ہے اور اس کے حق میں کمالِ شفقت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

جدا از خود نداند دوستان را
کند یک رنگ دل را و زبان را

ترجمہ: وہ اپنے دوستوں کو خود سے الگ نہیں سمجھتا اور اس معاملے میں اپنے دل و زبان کو ایک رکھتا ہے۔

تشریح: ایک خیر اندیش دم ساز کے دل میں نفاق نہیں ہوتا ہے اور وہ اپنے دل و زبان کو ایک ہی رکھتا ہے، اسی یکدلی کی وجہ سے وہ دوستی کے تمام تقاضے نبھاتا ہے اور اپنے دوست کو خود سے دور یا الگ نہیں سمجھتا، وہ صرف زبان سے محبت نہیں جتاتا بلکہ دل سے بھی مخلص ہوتا ہے۔

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نباشد دوست جز آئینۂ دوست
بجان و دل هم آن این و هم این اوست

ترجمہ : ایک (اچھا) دوست دوسرے دوست کیلئے آئینہ ہوا کرتا ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کے جان و دل کی حیثیت سے ہوتے ہیں۔

تشریح : سچے دوست ایک دوسرے کیلئے آئینے کی حیثیت سے ہیں، جیسا حدیثِ شریف میں ہے المُؤمِنُ مِرأۃُ المُومِن، ترجمہ: مومن، مومن کا آئینہ ہوتا ہے، اسکا مقصد یہ ہے کہ ایک اچھا دوست آئینے کی طرح بڑی خامشی سے اپنے ساتھی کی رہنمائی کرتا ہے، وہ اپنے اخلاق کی مثال سے اسکی عادتوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور حکمت سے اسکی خامیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اسے بننے سنورنے اور کامیاب ہونے میں مدد دیتا ہے۔

ز نادان دوستی دانا نجوید
کہ دشمن را کسی چون دوست گوید

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

ترجمہ : ایک دانا کسی نادان شخص کی دوستی تلاش نہیں کرتا، دشمن کو کوئی کسطرح دوست کہہ سکتا ہے۔

تشریح : پیر فرماتے ہیں کہ کوئی دانا کسی نادان سے دوستی کرنا پسند نہیں کرتا ہے کیونکہ نادان دراصل دوست نما دشمن ہے جو اپنی نادانی کے باعث دوست ہی کو نقصان پہنچاتا ہے، پیر کے نزدیک عقل و دانش کا استعمال انسان کی زندگی کے ہر پہلو کے لئے ضروری ہے اور یہ دوستی جیسے اہم رشتے کو نبھانے کے لئے بھی اتنا ہی اہم ہے۔

بہم دانا و نادان کی بود خوش
کجا دمساز باشد آب و آتش

ترجمہ: دانا اور نادان آپس میں کب خوش رہ سکتے ہیں؟ پانی اور آگ موافق کہاں ہوتے ہیں؟

تشریح: نادان اور دانا شخص کی سوچ و فکر کا تفاوت اتنا زیادہ ہے جتنا آگ اور پانی کا، جس طرح آگ اور پانی جیسے اضداد باہم مل کر نہیں رہ سکتے اسی طرح احمق اور ہوشمند بھی باہم خوش نہیں رہ سکتے۔

دو نادان گرچہ باشد یار و ھمدم
ز ناگہ دشمنی جویند باھم

ترجمہ: اگر دو نادان آپس میں دوست ہوں تو وہ کسی بھی وقت اچانک ایک دوسرے کے دشمن ہوسکتے ہیں۔

تشریح: دو نادان باہم دوست ہوں اور اپنے دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے وقتی طور پر ساتھ کام بھی کرتے ہوں، تب بھی وہ کسی وقت اچانک ایک دوسرے کے دشمن ہوسکتے ہیں کیونکہ ان کی دوستی عقل و دانش جیسے اوصاف سے عاری ہوتی ہے۔

دو دانا چونکہ باھم یار باشند
ھمیشہ محرمِ اسرار باشند

ترجمہ: دو دانا جب ایک دوسرے کے دوست ہوں تو وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ہمراز ہوتے ہیں۔

تشریح: دو نادانوں کی یاری کے برخلاف دو داناؤں کی دوستی بہت نتیجہ خیز ہوتی ہے، وہ دونوں ایک دوسرے کیلئے مخلص ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے رازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی زندگی بہتر بنانے کے لئے ایک دوسرے کی رہنمائی کرتے ہیں۔

دمے آزار یکدیگر نجویند
دروغ و فحش و ھذیان خود نگویند

ترجمہ: وہ (دانا دوست) لحظہ بھر کیلئے بھی ایک دوسرے کو تکلیف نہیں دیتے ہیں، وہ جھوٹ نہیں بولتے اور بدگوئی اور بے ہودہ باتیں نہیں کرتے۔

تشریح: دو داناؤں کی دوستی بابرکت اور پختہ ہوتی ہے، کیونکہ وہ اپنی باتوں، اعمال اور رویے سے ایک دوسرے کو اذیت نہیں دیتے ہیں، نیز وہ جھوٹ اور فضول باتوں سے بھی دور رہتے ہیں۔

نخیزد دشمنی اِلّا ز ھذیان
تو ھذیان بر زبان ہرگز مگردان

ترجمہ: دشمنی ھذیان بکنے اور بےہودہ باتیں کرنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے، اس لئے تُو اپنی زبان پر ھذیان بالکل مت لانا۔

تشریح: پیر صاحب نصیحت فرماتے ہیں کہ چونکہ فضول گفتگو اور بدگوئی دشمنی کا باعث بنتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ بےہودہ گفتگو اور ھذیان کو زبان پر نہ لایا جائے۔

مکن فحش و دروغ و هزل پیشہ
مزن بر پای خود زنہار تیشہ

ترجمہ: بدزبانی، جھوٹ اور بےہودہ باتوں کو اپنا شغل مت بناؤ اوران باتوں سے خود ہی اپنے کام کو مت بگاڑو۔

تشریح: جھوٹ بولنے اور فضول باتوں کو اپنی عادت بنانے سے کام بگڑ جاتے ہیں اس لئے ان عادتوں سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ خود کو نقصان سے بچایا جاسکے۔

ہر آن کس را کہ گفتارش دروغست
ز روی عقل رویش بی فروغست

ترجمہ: ہر وہ شخص، جس کی باتیں جھوٹ ہیں، عقل کی رو سے اس کا چہرہ بےنور ہے۔

تشریح: پیر صاحب فرماتے ہیں کہ دروغ گو کی ہستی عقل کی رو سے بےنور رہتی ہے کیونکہ اس کی روح پر جھوٹ بولنے کی وجہ سے مستقل بوجھ پڑتا رہتا ہے اور اسی اخلاقی بیماری کے باعث اس کے جسم وجان میں تاریکی پیدا ہوتی ہے جو اس کے بےعقلی کے اعمال سے نمایاں ہوتی رہتی ہے۔

دگر آن را کہ باشد فحش گفتار
نیابد نزد مردم قدر و مقدار

ترجمہ: دوسرا یہ کہ جو بدزبانی کرنے والا ہے وہ لوگوں میں اپنے لئے قدر وقیمت نہیں پاسکتا ہے۔

تشریح: انسان کو صورتِ رحمان پر پیدا کیا گیا ہے تاکہ اس میں زیادہ سے زیادہ رحمانی عادتیں اور خوبیاں نمایاں ہو جائیں، خوش خلقی یا نرم گوئی ایک ایسی صفت ہے جو نہ صرف بندوں کے دل جیت لیتی ہے بلکہ انسان کو خدا سے بھی قریب کر دیتی ہے، جبکہ بد زبان شخص، مخلوق میں اپنا وقار کھو دیتا ہے کیونکہ لوگ اس کے غیر مہذب رویے سے تنگ ہو جاتے ہیں، اور وہ خدا کی نظر میں بھی کوئی مقام نہیں پا سکتا۔

اگر شاہی برد هزل آبرویت
وگر ماہی کند چون خاک کویت

ترجمہ: اگر تو بادشاہ ہے تو (یہ) مسخرہ پن تیری عزت (چھین) لے جائے گا، اور اگر تو چاند (کی مانند) ہے، تو (وہ ہزل) تجھے گلی کی خاک کی طرح بنا دے گا۔

تشریح: پیر نامدار فرماتے ہیں کہ ایک دانا اور باعزت شخص کو خوش کلامی اور متانت زیب دیتی ہے، کیونکہ تمسخر اور فضول باتیں کسی بامرتبہ بادشاہ کو بے وقعت کر دیتی ہیں اور کسی تابان و درخشاں شخصیت کے وقار کو بھی ماند کر دیتی ہیں۔

طبیعت هزل جوید لیک جان جد
خوش آید هر دو را آن هزل و آن جد

ترجمہ: تمہاری طبیعت بے ہودہ باتوں کی طرف مائل ہوتی ہے مگر تمہاری جان بزرگی کی طالب ہے کیونکہ نفس کو بیکار باتوں اور جان کو بزرگی میں مزہ آتا ہے۔

تشریح: نفسِ امّارہ انسان کو ہمیشہ بے ہودہ باتوں کی طرف توجّہ دلاتا ہے کیونکہ وہ برائی کی طرف بہت زیادہ حکم دینے والا ہے، جب کہ روحِ ناطقہ جو روحِ قدسی میں فنا ہونے

کی صلاحیت رکھتی ہے، کو یہ فضول باتیں نہیں بھاتی ہیں کیونکہ وہ سدا بزرگی کی طالب ہے۔

سخن کزوی خرد را افتخار است
بفحش و ھزل و ھذیان سخت عار است

ترجمہ: (جان کی) جو سنجیدہ بات ہے، عقل اس پر فخر کرتی ہے اور بد زبانی، تمسخر اور بیہودہ باتوں سے عقل کو شرم آتی ہے۔

تشریح: ایک عاقل متانت اور شائستگی کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ ہزل و ہذیان کو اپنے لئے عار سمجھتا ہے۔

بمیرد جان ازین ھزل ھمہ روز
ز جد گردد چو جان طبع دلفروز

ترجمہ: بے ہودہ کلام سے جان ہر روز مرتی ہے جبکہ بزرگی اور سنجیدگی سے جان روشن ہو جاتی ہے۔

تشریح: جان پر فضول باتوں کا بوجھ پڑتا ہے اور وہ گویا مر ہی جاتی ہے کیونکہ جان کی غذا سنجیدہ گفتگو اور بزرگانہ عادتیں ہیں جس سے وہ توانا و تابناک ہوتی ہے۔

رہا کن ظلم و عدل و داد بگزین
کہ باشد بی گمان بی داد بی دین

ترجمہ: ظلم کو چھوڑ دو اور عدل و انصاف کو منتخب کرلو، کیونکہ یقیناً بے انصاف شخص بے دین ہوا کرتا ہے۔

تشریح: پیر ناصر خسروؒ ظلم کو چھوڑنے اور عدل و انصاف کو پسند کرنے کی تاکید فرماتے ہیں، ظلم کی بہت سی خفی و جلی صورتیں ہو سکتی ہیں، کوئی بادشاہ رعایا پر ظلم کر سکتا ہے، معاشرے میں باہمی حقوق کی ادائیگی میں ظلم ہو سکتا ہے، کسی کمزور کے حقوق کی حفاظت نہ کرنا بھی ظلم ہی کی ایک شکل ہے، چونکہ ظلم بے دینی کی طرف لے جاتا ہے، اسلئے نصیحت کی گئی ہے کہ ہر قسم کے ظلم سے اجتناب کیا جائے اور عدل و انصاف کو رائج کیا جائے۔

بخون و مال مردم چند کوشی
می نا منصفی تا چند نوشی

ترجمہ: لوگوں کی جان و مال کے پیچھے کب تک پڑے رہو گے اور ناانصافی کی شراب کب تک پیتے رہو گے؟

تشریح: ظالم شخص دوسروں کے مال و اسباب کو ہتھیانے کیلئے طرح طرح کی ترکیبیں سوچتا ہے اور ان کے جان و مال کا دشمن رہتا ہے، پیر صاحب ایسے جابروں کو خبردار کرتے ہیں کہ لوگوں کے مال و جان کو ہتھیانے کے درپے ہو کر ناانصافی کرتے رہنا مناسب نہیں کیونکہ مہلت ختم ہونے پر خدا کی طرف سے سخت پکڑ ہو سکتی ہے۔

چہ خواهی زین سرای عاریت برد
بجز دو گز کفن را کہ توان برد

ترجمہ: تم اپنی اس مستعار سرائے (یعنی فانی دنیا) سے کیا لے جانا چاہتے ہو؟ تم یہاں سے صرف دو گز کفن لے جانے کی طاقت رکھتے ہو۔

تشریح: کوئی شخص دنیا میں کتنا ہی طاقتور اور ظالم کیوں نہ ہو، وہ دنیا سے رخصت

ہونے پر اپنے ساتھ کچھ نہیں لے جاسکتا، بڑے بڑے بادشاہ اپنا سونا، چاندی اور جواہرات سب یہیں چھوڑ کر چلے گئے کیونکہ انسان اپنے ساتھ صرف نیکی اور روحانی کمائی ہی لے جاسکتا ہے۔

مکن شوخی بدار از خویشتن شرم
سگان باشند بدخوی و بی آزرم

ترجمہ : شرارت وشوخی مت کرو اور (کچھ تو) اپنے آپ سے شرم کرو، کیونکہ یہ تو کتّوں کا کام ہے جو بدخو اور بے حیا ہوتے ہیں۔

تشریح : پیر فرماتے ہیں کہ بدخوئی اور مردم آزاری جیسی عادات انسان کو زیب نہیں دیتی ہیں کیونکہ یہ تو کتّے کی عادت ہے جس سے انسان تکلیف میں رہتا ہے، اس لئے انسان کو ایسی باتوں پر شرم آنی چاہیے اور اسے تمسخر اور بدعادتی کو چھوڑ دینا چاہیے۔

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

چغل خوروں کی مذمّت کے بارے میں

مشو غماز کس نزدیک شاہان
بترس آخر ز آہ بی گناہان

ترجمہ: بادشاہوں کے نزدیک کسی کا چغل خور مت بنو، انجام کار کسی بے گناہ کی آہ کا خوف کرو!

تشریح: پیر صاحب بدگوئی جیسی اخلاقی بیماری سے بچنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کسی بادشاہ یا طاقتور کے پاس کسی کمزور کی چغل خوری مت کرو کیونکہ ایسا کرنے سے تم کسی بے گناہ پر ظلم کرو گے اور اس کے دل سے نکلنے والی آہ سے نہ بچ سکو گے۔

مگو بہتان بترس از روز محشر
کہ فردا باز پرسند از تو یکسر

ترجمہ: کسی پر تہمت مت لگاؤ اور قیامت کے دن کا خوف کرو کہ کل (قیامت میں) تجھ سے سراسر باز پرس کی جائے گی۔

تشریح: کسی پر افتراپردازی کرنا یعنی بغیر دیکھے کسی کے بارے میں کچھ کہنا اخلاقی طور

پر انتہائی ناروا حرکت ہے اور چونکہ روز قیامت ہر عمل کا حساب ہوگا، اس لئے بے جا تہمت لگاتے ہوئے ہر کسی کو اپنی باز پرس کا خوف ہونا چاہیے۔

مکن باور سخنہای شنیدہ
شنیدہ کی بود مانند دیدہ

ترجمہ: سنی سنائی باتوں پر یقین مت کرو کیونکہ سنی ہوئی باتیں ہرگز (کسی چیز یا عمل کو) دیکھنے کی طرح نہیں ہوسکتی ہیں۔

تشریح: دنیا میں لوگوں کی یہ ایک عام عادت ہے کہ وہ بے بنیاد خبریں پھیلاتے رہتے ہیں، حالانکہ یہ روا نہیں ہے کہ جو بات دیکھی نہ گئی ہو اس کے بارے میں رائے زنی کی جائے، کیونکہ بے پَر کی اڑانے اور کسی چیز کو دیکھ کر تصدیق کرنے میں بڑا فرق ہے۔

اگر با دیدۂ نادیدہ مشنو
تو برہان خواہ و بر تقلید مکرو

ترجمہ: اگر تو آنکھ رکھتا ہے تو (کسی) اَن دیکھی چیز کے بارے میں مت سننا، (بلکہ) تو دلیل طلب کر اور کسی کی تقلید کو قبول مت کر۔

تشریح: پیر خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صاحبِ بصیرت شخص کو کسی کی سنی ہوئی بات پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ اسے کوئی دلیل ملے یا وہ خود اسے دیکھ لے، کیونکہ عام لوگوں کی طرح صرف سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا دانشمندوں کا کام نہیں ہے۔

نہ بس کاریست آخر ناشنیدن
بقول بد نشاید بگرویدن

ترجمہ: جس بات کا تجھے علم نہ ہو، اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے، اور کسی بُرے قول پر فریفتہ ہو جانا (تیرے) شایانِ شان نہیں ہے۔

تشریح: عوام النّاس بڑی آسانی سے اَن دیکھی باتوں پر تبصرہ کرتے ہیں مگر کسی دانا کے لئے یہ موزون نہیں ہے کہ وہ ان کے ساتھ شامل ہو جائے یا کسی غیر مصدّقہ بات پر شیدا ہو جائے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

تقلید کی مذمّت کے بارے میں

چو گوئی کاین روایت میکند زان
زبیر از خالد و خالد ز عثمان

ترجمہ: جب تو کہتا ہے کہ یہ روایت اس طرح ہے کہ زبیر نے خالد سے اور خالد نے عثمان سے یہ سنا تھا۔

تشریح: پیر صاحب تقلید کی مذمّت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اکثر سنی ہوئی باتوں کو مستند قرار دینے کا لوگوں کے پاس یہی ایک طریقہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ بات فلان نے فلان سے اور فلان نے فلان سے سنی، چونکہ اسمیں ہمیشہ یہ خطرہ ہے کہ اگر پہلے شخص نے غلط سنایا کسی وجہ سے غلط بیانی کی تو یہ نادرست روایت اسی طرح آگے سے آگے چلتی رہے گی اور لوگ صحیح رہنمائی سے محروم رہینگے۔

درے بر تو نخواہد زین کشودن
نہ معنی خواہدت زین رخ نمودن

ترجمہ: اس (تقلید) سے تم پر (عقل و فہم کا) کوئی دروازہ نہیں کھلے گا اور نہ ہی تجھ پر (حقیقی) معنی نمایاں ہونگے۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ عقل و فہم کے دروازے کھولنے کیلئے تحقیق و جستجو اور دلیل و

برہان ہی کلید کی حیثیت رکھتے ہیں، جبکہ تقلید کرنے والا کسی بھی بات پر غور و فکر کیے بغیر چیزوں کو قبول کر لیتا ہے، پس وہ حقائق سے پردہ اٹھا کر پوشیدہ معنوں کو نہیں پا سکتا۔

سراسر پر ز تمثالست تنزیل
تو ز و تفسیر خواندستی نہ تأویل

ترجمہ: قرآن کا ظاہر (تنزیل) شروع سے لے کر آخر تک تمثیلات و تشبیہات سے پر ہے، تو نے اس کی تفسیر پڑھی ہے، لیکن تاویل سے بے خبر ہے۔

تشریح: پیر قرآن فہمی کا ایک اہم اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن کا تنزیلی پہلو سرتاسر مثالوں سے پُر ہے جن کے ممثول کو سمجھنے کیلئے تاویل کو سمجھنا ضروری ہے اور تاویل، آپ کے نزدیک صرف عالمِ اہلِ بیت ہی کر سکتا ہے جس کی مختصر حکمت کسی ضخیم تفسیر سے بڑھ کر ہے۔

صدف دیدی نکردی یاد گوہر
عرض دیدی بکردی ترک جوہر

ترجمہ: تو نے (صرف) صدف دیکھا اور گوہر کو یاد نہیں رکھا، اسی طرح تُو نے صرف عرض (عارضی شے) کو دیکھا اور جوہر کو چھوڑ دیا۔

تشریح: صدف گوہر کو محفوظ رکھنے کا ایک بیرونی غلاف ہے جبکہ گوہر بذات خود مقصود ہے جو بیش بہا ہے، کسی کے پاس صرف صدف ہو اور گوہر نہ ہو تو اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے اس نے صورت کو تو دیکھا مگر معنی تک نہ پہنچا، یا جیسے اس نے عرض کو پایا مگر جوہر کو نہ سمجھا، انسان عام طور پر کسی چیز کے ظاہر کو دیکھتا ہے مگر اس کے اندر موجود حقیقت

کو پانے کی کوشش نہیں کرتا۔

طلب کن اصل برھان و دلایل
کزو روشن شود رمزِ اوایل

ترجمہ: تو برہان اور دلیل کی اصل کو طلب کر کہ اسی سے مبادیات کے راز روشن ہو جاتے ہیں۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ حقیقت اور بھید سمجھنے کے لئے تم براھین و دلائل کو طلب کرلو کیونکہ اسی سے کسی چیز کی ابتدا کے رازوں کو پانے کے لئے رستہ مل جاتا ہے۔

نشاید شد بأندک مایہ راضی
کہ دارے یاد قول اہل ماضی

ترجمہ: یہ مناسب نہیں کہ تو صرف ماضی کے کچھ اقوال کو یاد کرنے کی تھوڑی سی پونجی سے خوش ہو جائے (اور خود غور و فکر نہ کرے)۔

تشریح: علم و حکمت کو پانے کیلئے مسلسل کوشش کی ضرورت ہے اور اس کیلئے غور و فکر سے دل پر لگے ہوئے تالوں کو توڑنا ضروری ہے، جیسے قرآن میں فرمایا گیا: اَفَلَا یَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰی قُلُوبٍ اَقْفَالُهَا، ترجمہ: کیا ان لوگوں نے قرآن پر غور نہیں کیا، یا دلوں پر ان کے قفل چڑھے ہوئے ہیں۔ (۴۷:۲۴)، پیر فرماتے ہیں کہ علم و حکمت کی وسیع کائنات کے تناظر میں دانشمند کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ معلومات کی تھوڑی سی پونجی پر گزارا کرلے اور تقلید کے طور پر صرف ماضی کے چند اقوال یاد رکھنے تک محدود ہو جائے بلکہ یہ ضروری ہے کہ وہ غور و فکر سے دل پر لگے ہوئے قفل کو کھول دے۔

نگر باریک تا ایشان چگفتند
بدل یاقوت یا خرمہرہ سفتند

ترجمہ: باریکی سے دیکھو کہ انہوں نے کیسی باتیں کیں؟ آیا اپنے دل میں یاقوت پروئے ہیں یا کوڑیاں پرو لی ہیں۔

تشریح: پیر کے مطابق تحقیق و تدقیق اور علم و حکمت کے اسرار کی قیمت یاقوت جیسی ہے جو ایک قیمتی اور بے مثال پتھر ہے، جبکہ تقلید کوڑی کی مثال ہے جس کا کوئی مول نہیں ہے، مقلدانہ روش رکھنے والوں کی باتیں غیر منطقی اور بے نتیجہ ہوتی ہیں جس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے اپنے دل میں یاقوت کے بدلے کوڑیاں پرو لی ہوں۔

زہی جاہل کہ عالم نام داری
تو این علم از برای دام داری

ترجمہ: کیا کہنا! کہ تو نے جاہل ہو کر عالم نام رکھا ہے اور تو اس علم کو پیسوں کی خاطر استعمال کرتا ہے۔

تشریح: پیر صاحب ایسے جاہلوں کی مذمت کرتے ہیں جو علم کو دنیوی منافع کے لئے استعمال کرتے ہیں، ایسے لوگ اپنی جہالت کو علم کا نام دے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، ان کی مثال بالکل ویسی ہی ہے جیسے کسی نے دنیا کو پانے کے لئے آخرت کو بیچ دیا ہو، جیسا کہ ارشاد ہے: أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ (۸۶:۲) ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت بیچ کر دنیا کی زندگی خرید لی ہے۔

شدی عالم کردی مکر و سالوس
خرد بر علم تو میدارد افسوس

ترجمہ: تو عالم ہو کر عیاری و مکاری (بھی) کرتا رہا، تیرے ایسے علم پر عقل کو افسوس ہے۔

تشریح: جس کا علم کمال کو پہنچے تو اس میں اخلاص و عاجزی پیدا ہوتی ہے، جیسے مولا علی فرماتے ہیں: التَّوَاضُع ثَمَرَۃُ العِلم، علم کا ثمر و حاصل، عاجزی ہے، ایسا آزمودہ کار عالم خیر خواہی و بے غرضی سے لوگوں کو اپنے علم سے فائدہ پہنچاتا ہے، مگر جس کا علم ناپختہ ہے وہ فریب کاری کرتے ہیں اور علم کو دنیوی منافع کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

روانت بی خبر ماند از حقایق
ترا فردوس باقی نیست لایق

ترجمہ: تیری روح حقائق سے بے خبر رہی، اس لئے تو دائمی فردوس کے قابل نہ رہا۔

تشریح: علم کے غلط استعمال اور تقلید کی حد تک محدود رہنے کی وجہ سے انسان کی روح حقائق سے بے خبر رہتی ہے، پیر کے مطابق علم و حکمت کو از روئے تحقیق و جستجو حاصل کیا جاتا ہے اور چونکہ ایسے اعلیٰ حقائق کو جاننا ہی بہشتِ لازوال ہے، لہٰذا مقلّد ایسی جنت سے محروم رہ جاتا ہے۔

تو کور و رہنمای تو دلیلست
چو باشد بی دلیل اعمیٰ ذلیلست

ترجمہ: تُو اندھا ہے اور تیرا (اصل) رہنما دلیل ہے، اگر (تیرے پاس) دلیل نہیں

ہے تو تُو اندھا اور ذلیل ہے۔

تشریح: علم وحکمت انسان کی اضافی آنکھوں کی مثال ہیں، اسے بصیرت بھی کہا جاتا ہے، تقلید گویا تاریکی یا اندھے پنے کی مثال ہے جبکہ تحقیق روشنی اور بینائی کی مثال ہے، پیر فرماتے ہیں کہ جس طرح کسی اندھے کو ایک رہنما کی ضرورت ہے اسی طرح دلیل و برہان سے رہنمائی حاصل کئے بغیر جہالت سے چھٹکارا ممکن نہیں۔

دلیل از حجت و چون و چرا کن
نخستین مرتبہ فوق السما کن

ترجمہ: تو حجت کی دلیل (کو لیتے ہوئے اسی) سے بحث وتکرار کیا کر اور سب سے پہلے اسی سے اپنا مرتبہ آسمان تک بلند کر۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ علم وحکمت کے سفر میں رہنمائی حجت کی دلیل ہی سے حاصل کی جاتی ہے اور اسی سے تیغِ عقل کو تیز کیا جاتا ہے، انہی دلائل و براہین کو حاصل کرنے کے باعث کسی انسان کا مرتبہ علمی وعقلی طور پر بلند ہوسکتا ہے جس سے اس کی قدر ومنزلت اور وقعت میں اضافہ ہوتا ہے۔

ندارد ھیچ سود از گفتگویت
چو جدی نیست اندر جستجویت

ترجمہ: تیری گفتگو سے کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ تیری جستجو میں عمدگی نہیں ہے۔

تشریح: تحقیق وتدقیق کے اصولوں پر چیزوں کو پرکھنے اور غور وفکر کرنے والے شخص کی گفتگو میں گہرائی وگیرائی کی وجہ سے وزن پیدا ہوتا ہے، نیز ایسی گفتگو میں جاذبیت اور

کشش ہوتی ہے کیونکہ اس میں عقل کے لئے کچھ غذا ہوتی ہے، پیر کے مطابق حقیقت کو پانے کے لئے جس کسی کی تلاش وجستجو میں سنجیدگی نہیں ہے، اس کی گفتگو بے سود ہے۔

سخن کم گوی و بس کن زین خرافات
مقامات اصل دارد نہ مقالات

ترجمہ: گفتگو کو کم کرو اور خرافات اور بکواس کو بند کرو، اعلیٰ مقام (کے حقائق) کا انحصار صرف کہی ہوئی باتوں پر نہیں ہوتا۔

تشریح: یہاں مقلدانہ روش کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اصل حقیقت کا پتہ صرف سنی سنائی باتوں سے نہیں ملتا ہے، بلکہ پیر کے مطابق اس کے لئے حقیقی مرشد کی تابعداری کرتے ہوئے اس کے امر و فرمان کے تحت اپنی عقل کو استعمال کرنا اور غور وفکر کرنا لازمی ہے جس کے بغیر اعلیٰ حقائق تک رسائی ناممکن ہے، اس لئے حقیقت کو جاننے کے لئے غور وفکر کی عادت ڈالنے اور خاموشی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

چنان دان کہ ہزاران سال گوئی
تو ھرگز رہ نیابی تا نجوئی

ترجمہ: یہ جان لو کہ اگر تم ہزاروں سال تک بھی (زبانی طور پر) کہتے رہو، جب تک تلاش نہیں کرو گے راستہ نہیں ملے گا۔

تشریح: حق کے راستے پر سفر کرنا اور منزل آخرین کے لئے تلاش وجستجو کرنا انتہائی ضروری ہے، یعنی روحانی سفر میں جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم کی ضرورت ہے۔

ببینش کوش هان تا چند گفتن
حجاب از پیش باید گرفتن

ترجمہ: آگاہ رہو! کہ کب تک صرف زبانی جمع خرچ کرتے رہو گے، (معشوق کے دیدار کے لئے) پردے کو اُٹھنا چاہیے۔

تشریح: پیر صاحب فرماتے ہیں کہ روحانیت کی تلاش میں کامیابی یہ ہے کہ سالک سیرِ سلوک کے مختلف مدارج طے کرتا ہوا بالآخر معشوقِ حقیقی کے دیدار کی ایسی منزل تک پہنچے جہاں اس پر نور و عرفان کے راز کشف کر دیے جائیں لیکن اس نورانی و عرفانی دیدار کی شرائط پوری کرنے کیلئے بڑا کٹھن راستہ طے کرنا پڑتا ہے کیونکہ کوئی صرف زبانی جمع خرچ سے وہاں تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

تو در فرخار و مطلوبت بنوشاد
بدانجا رو چه داری بانگ و فریاد

ترجمہ: تُو تو بتکدے میں ہے اور صرف (ظاہراً) حسین (نظر آنے والی) چیزوں کا طالب ہے، پس اسی طرف جاؤ، واویلا اور فریاد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

تشریح: اگر تم تحقیق و تدقیق کی کٹھن راہ اختیار نہیں کر سکتے ہو اور ملمع کی ہوئی روایتی باتوں کے حسین بتوں کی ظاہری زینت سے خوش رہنا چاہتے ہو تو پھر زندگی کے اعلیٰ مقصد میں کامیابی اور تحقیق کی باتیں چھوڑ کر اسی میں مشغول رہو، کیونکہ سچائی کو پرکھنے کے لئے عملی ریاضت کے ساتھ تحقیق کا رستہ بڑا ہی مشکل ہے۔

خاموشی اور راز کی حفاظت کے بارے میں

نگہبان سرت گشتست گفتار
اگر سر بایدت سر را نگہدار

ترجمہ: تمہارے سر کا محافظ تمہاری گفتگو ہے، اگر زندگی چاہتے ہو تو پھر اپنے بھیدوں کی حفاظت کرو۔

تشریح: اس نظم میں پیر بھیدوں کی حفاظت اور خصوصی طور پر روحانیت کے اعلیٰ رازوں کی نگہبانی اور پاسبانی کا ذکر کرتے ہیں، چونکہ دینی علم اور روحانی ترقی کے لحاظ سے لوگ مختلف درجات پر ہوتے ہیں، اسلئے سفرِ روحانی کی تکمیل اور حکمت کے اعلیٰ ترین درجات پر فائز ہونے کے بعد عرفا و اولیا پر جو لاہوتی اسرار منکشف ہوتے ہیں، ان کو عام لوگوں سے چھپانا ضروری ہے، ورنہ وہ راز بتانے والے کی جان کے درپے ہو سکتے ہیں۔

زبان دربستہ بہتر سر نہفتہ
نماند سر چو شد اسرار گفتہ

ترجمہ: رازِ مخفی کے لئے زبان کو بند رکھنا ہی بہتر ہے، جب اسرار بیان ہونے لگیں تو پھر سر باقی نہیں رہتا۔

تشریح: دین کے اسرارِ سربستہ عموماً عارفین و کاملین اپنے خاص حلقے اور قریب کے دوستوں کو بتاتے ہیں تاکہ ان کی علمی سطح بلند ہو، پیر ایسے رازوں کو مخفی رکھنے کی تاکید فرماتے ہیں کیونکہ اگر یہ راز عام ہو جائیں تو عوام النّاس اپنی کم فہمی اور ناسمجھی سے اولیا اور ان کے پیروکاروں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں جس طرح ماضی کے بزرگوں اور ان کے رفقا کو خاص باتیں بتانے پر اذیت دی جاتی رہی ہے۔

سَرت را از زبان بیم ہلاکست
وزو در سَر خرد اندیشناکست

ترجمہ: تمہاری زبان سے تمہارے سَر کو ہلاکت کا خطرہ ہے اور اس سے تمہارے سر میں عقل خوفزدہ ہے۔

تشریح: ایک عاقل ہمیشہ اسی فکر میں رہتا ہے کہ وہ اپنی زبان سے ایسے راز بیان نہ کرے جو عام لوگ اپنی عمومی ذہنی سطح کی وجہ سے ہضم نہیں کر پاتے ہیں، تاکہ وہ نادانوں کے ضرر سے محفوظ رہے، کیونکہ ایسے رازوں کی حفاظت ہی اسکی زندگی کی ضمانت ہے۔ مولا مرتضیٰ علیؑ فرماتے ہیں: جو اپنے راز کو مخفی رکھے گا اسے پورا قابو رہیگا۔

مگو با جاہلان اسرار یزدان
کجا داند دیوان قدر قرآن

ترجمہ: جاہلوں کو الٰہی اسرار مت بتاؤ، شیاطین قرآن کی قدر کہاں جانتے ہیں۔

تشریح: جس طرح ایک شیرخوار بچہ کسی جوان انسان کی غذا کو ہضم نہیں کرسکتا اسی طرح کوئی نا اہل شخص خدائی بھیدوں کا متحمل نہیں ہوسکتا، اسی لئے جاہلان کو معرفت کے

اعلیٰ راز نہیں بتانے چاہییں، کیونکہ وہ قرآن کی اصل قدر و قیمت کو نہیں جانتے ہیں۔

بترس از جہل اگر در دلت راز است
کہ دست جہل بس محکم دراز است

ترجمہ: اگر تیرے دل میں راز ہے تو نادان سے ڈر، اسلئے کہ جہالت و نادانی کے ہاتھ مضبوط اور لمبے ہیں۔

تشریح: چونکہ جہلا کا کام ہی فتنہ برپا کرنا اور شور و شر پیدا کرنا ہے اس لئے علم و حکمت کے خاص رازوں کو نادانوں سے محفوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے، دنیا میں مجموعی طور پر ہر دور میں دانا افراد کم اور احمقوں کی تعداد زیادہ رہی ہے، اسلئے کوئی کم عقل شخص دوسرے جہلا کو اپنے ساتھ ملا کر ایک مضبوطی حاصل کرسکتا ہے تاکہ دانا کو نقصان پہنچائے۔

نگوید راز ہر کو ہست بخرد
مگر پیش حکیم و مرد موبد

ترجمہ: عاقل اپنے راز کو بیان نہیں کرتا ماسوا کسی حکیم اور دانشمند شخص کے سامنے!

تشریح: مولا مرتضیٰ علیؑ فرماتے ہیں: عقلمند کا سینہ اس کے بھیدوں کا مخزن ہوتا ہے۔ دانشمند اپنے راز کی حفاظت کرتے ہوئے اسے نا اہلوں سے محفوظ رکھتا ہے اور خدائی اسرار کو حکمت جذب کرنے والوں کے مراتب کے مطابق درجہ وار ہی بیان کرتا ہے، اسی طرح ہر دور میں عاقلان اپنا ایک خاص حلقہ مرتب کرتے ہیں اور ان ہی لوگوں کے درمیان راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں۔

بقدر عقل ہر کس گوی با وی
اگر اہلی مدہ دیوانہ رامی

ترجمہ: ہر شخص سے اس کی عقل کی مناسبت سے بات کر اور اگر تو عقلمند ہے تو دیوانے کو شراب نہ پلا۔

تشریح: دانا ہر کسی سے اس کی عقل کے مطابق بات کرتا ہے، جیسے ارشاد ہے تکلّمُوا النَّاسَ عَلیٰ قَدرِ عُقُولِھِم۔ یعنی لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کرو، اس کی وجہ یہ ہے کہ دینی تعلیم کے درجات ہوتے ہیں، اسلئے مبتدین کو یہ تعلیم بتدریج دی جاتی ہے، اگر اعلیٰ حقائق کسی نا اہل کو بتا دیے جائیں تو اسکی مثال ایسی ہوگی جیسے کسی دیوانے کو شراب پلا دی گئی ہو جسے وہ ہضم نہیں کر سکے گا اور شہر و بازار میں شور و شرابہ کرے گا۔

عوام النّاس یکسر ھمچو دیوند
ازیرا با خروش و با غریوند

ترجمہ: عوام النّاس سراسر شیطان ہی کی طرح ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ شور وغل کیساتھ ہیں۔

تشریح: عام لوگ علم و حکمت سے عاری اور دینی باتوں سے دور ہیں، پس اسی لئے وہ شیطان کی مثال ہیں، ایسے افراد فضول باتوں کے شور و غوغا کے ساتھ زندگی گزار دیتے ہیں۔

مگو اسرار با جهال مغرور
کہ باشد دار جایت ہمچو منصور

ترجمہ: تم نادان اور خود پرست لوگوں کو بھید مت بتاؤ، ورنہ منصور کی طرح تمہاری جگہ بھی سولی پر ہوگی۔

تشریح: جہالت خود برائی کی بنیاد ہے جو کئی برائیوں کو اپنے ساتھ لے کر آتی ہے، چونکہ جاہل شخص کو اپنی جہالت کا اندازہ نہیں ہوتا ہے، اس لئے وہ حد درجہ مغرور و خود سر ہوتا ہے اور ایسے ہی لوگوں نے منصور الحلاج کو اعلیٰ راز افشا کرنے پر سولی پر لٹکا دیا تھا۔

چو یابی محرمی با او بکن فاش
ولیکن راز پنہان کن ز اوباش

ترجمہ: جب کوئی محرم راز مل جائے تو اس کیلئے راز فاش کرو مگر فرومایہ شخص سے اپنا راز پوشیدہ رکھو۔

تشریح: پیر تاکید فرماتے ہیں کہ صرف حکمت سمجھنے والے دوست کے سامنے حقیقی تعلیمات کے اعلیٰ رازوں کو بیان کرو، کیونکہ اس سے نہ صرف بیان کرنے والے کو طمانیت و لذت حاصل ہوگی بلکہ سننے والے کو بھی عقلی تسکین ملے گی، جبکہ عام اور بازاری آدمی کے سامنے راز بیان کرنے سے نہ تو اس اعلیٰ بھید کی پذیرائی ہوگی اور نہ ہی اسے بیان کرنے کا کوئی مقصد حاصل ہوگا۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

سخنہای مرا دانندہ داند
ز چشم بی خرد پوشیدہ ماند

ترجمہ: میری اس گفتگو کو عاقل انسان (ہی) سمجھتا ہے اور بے عقل لوگوں سے یہ بات پوشیدہ رہتی ہے۔

تشریح: اعلیٰ حکمتوں کو بیان کرنے کیلئے مثالوں کا سہارا لینا پڑتا ہے اور تمثیل و تشبیہہ کا حجاب استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا ایسی باتوں کو صرف کوئی نکتہ سنج شخص ہی سمجھ سکتا ہے اور وہی اس کی حقیقی قدردانی بھی کرسکتا ہے کیونکہ وہ علم و حکمت کے اعلیٰ رازوں سے پرورش پاکر علمی طور پر توانا ہونے کی خواہش رکھتا ہے، جبکہ بے عقل شخص ان باتوں کے رمز کو نہیں سمجھتا ہے۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

چو بکر است این سخن مستور بہتر
ز نامحرم جمالش دور بہتر

ترجمہ: یہ بات کنواری (کی طرح) ہے، اس لئے اس کا حجاب میں رہنا ہی بہتر ہے اور کسی راز نہ جاننے والے سے اس (بھید) کا حسن دور رہنا ہی بہتر ہے۔

تشریح: پیر نے بڑی خوبصورتی سے خاص راز کو کنواری لڑکی سے تشبیہہ دی اور جس طرح کسی باکرہ کا ایک حجاب ہوا کرتا ہے، اسی طرح علم و حکمت کی خاص باتوں کا بھی حجاب ہے، یعنی کسی اعلیٰ راز یا حکمت کی پوشیدہ تجلیات ہوتی ہیں مگر اس کے معنوی حسن و جمال کو نادان سے دور رکھنا ہی بہتر ہے۔

بچشم ناکسان رویش نزیبد
بجز اہل خرد شویش نزیبد

ترجمہ: نادان لوگوں کی نظر میں اس کا چہرہ اچھا نہیں لگتا اور عاقل کے سوا کسی کو اس کا حسن بھلا نہیں لگتا۔

تشریح: چونکہ اعلیٰ باتوں کے معیار کو جانچنے کے لئے عوام النّاس کے پاس کوئی علمی معیار نہیں ہوا کرتا ہے، اس لئے خاص راز کی باتوں کو پرکھنا اور سمجھنا ان کے لئے آسان نہیں ہوتا ہے، اسی سبب سے ایسی باتیں ان کو قبیح و زشت نظر آتی ہیں، جبکہ عقل والوں کیلئے ہر لاہوتی بھید ایک مرغوب عقلی غذا اور ربّ ذوالمنن کا ایک حسین تحفہ ہوا کرتا ہے جس کو جاننا گویا معشوقِ حقیقی کے رخِ انور سے پردہ اٹھانے کی مثال ہے جس سے اس کے حسن کی لازوال تجلّیات کا دیدار ممکن ہو جاتا ہے۔

خر کاہل نزیبد زین زرین
سر دربان بتاج گوہر آگین

ترجمہ: سست گدھے پر سونے کی زین رکھنا زیب نہیں دیتا، (یہ تو ایسا ہی ہے کہ) گویا کسی چوکیدار کے سر پر موتیوں کا تاج رکھ دیا گیا ہو۔

تشریح: کہتے ہیں کہ کسی نادان کو بھید بتانا اس بھید پر ظلم ہے اور کسی عاقل سے بھید چھپانا اس عاقل پر ظلم ہے، دانشمند علم و حکمت کے سفر میں فراٹے بھرتے ہوئے گھوڑے کی مثال ہے لہٰذا اس کو بہترین زین سے سجایا جا سکتا ہے یا یہ کہ وہ علم و حکمت کے بادشاہ کی مثال بن رہا ہے جس کے سر پر تاج رکھنا اس کے شایان ہے، مگر کسی نادان پر علم و

حکمت کے باطنی و معنوی حسن کو لادنا ایسا ہی ہے جیسے کسی سست گدھے پر سونے کی زین سجائی جائے یا کسی نوکر کے سر پر قیمتی موتیوں کا تاج رکھ دیا جائے۔

بکیخسرو سزد تاج فریدون
نزیبد تاج شاہی بر سر دون

ترجمہ: فریدون کا تاج کیخسرو کے لائق ہے، کمینے کے سر پر تاجِ شاہی زیب نہیں دیتا۔

تشریح: پیر مذکورہ بالا مطالب کی مزید تشریح فرماتے ہیں کہ کوئی شاندار تاجِ شاہی ایران کے کیانی سلطان کیخسرو جیسے عظیم بادشاہ ہی کو زیب دیتا ہے اور یہ کہ ایسا عالیشان تاج کسی کمینے کے سر پر نہیں سجایا جا سکتا۔

نگوید با خرد با بی خرد راز
بکنجشکان نشاید طعمۂ باز

ترجمہ: عقلمند کسی بے وقوف کو اپنا راز نہیں بتاتا، باز کی غذا (کوکھانا) چڑیوں کے بس سے باہر ہے۔

تشریح: دین کے خاص رازوں کو سمجھنے اور ہضم کرنے کے لئے ایک خاص قسم کی علمی پرورش کی ضرورت ہے اور جب تک کوئی شخص ان مراحل سے نہ گزرا ہو وہ ان حقیقتوں کو سمجھ نہیں پاتا، پیر فرماتے ہیں کہ کسی چڑیا کا یہ ظرف نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی باز کی غذا کو کھا سکے، اس لئے عقلمند کسی بے وقوف کو اپنا راز نہیں بتاتا۔

کلامت راز نااهلان بپرهیز
تو با نااهل تا باشی میامیز

ترجمہ: اپنے کلام کو نااہل لوگوں سے دور رکھو اور جہاں تک ہوسکے نااہل لوگوں کے ساتھ اختلاط مت رکھو۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ معنی سے لبریز اس کلام کو نااہلوں سے دور رکھو اور ان سے میل جول اور اختلاط بھی نہ رکھو کیونکہ وہ تمہاری بات کو نہیں سمجھیں گے اور ان سے تم کو کسی طرح کی خوشی حاصل نہیں ہوگی۔ بالفاظ دیگر پیر کا اشارہ یہ ہے کہ ان کے کلام سے صرف عاقل ہی بہرہ مند ہوسکتے ہیں۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

مرتبہ و مال کی مذمّت کے بارے میں

نشاید شد بجاہ و مال مغرور
چو مرگ آید چہ دربان و چہ فغفور

ترجمہ: (تجھے اپنے دنیوی) جاہ وجلال اور مال و دولت پر مغرور نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ جب موت آجائے، تو کیا چوکیدار اور کیا چین کا بادشاہ! (دونوں ہی برابر ہو جاتے ہیں)۔

تشریح: پیر صاحب دنیا اور دنیوی حشمت و تمکنت کی بے ثباتی کے بارے میں خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس مال کی وجہ سے دنیا میں وقتی طور پر عزت کے جھوٹے مراتب بنائے جاتے ہیں، ان کی آگے چل کر کوئی حیثیت نہیں رہتی ہے، اسلئے کسی کو مال و متاع پر فخر نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ جب موت واقع ہو جائے تو چاہے وہ چین کا بادشاہ ہو یا کوئی چوکیدار، دونوں کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

مکن تکیہ بر اقبال زمانہ
کہ او بر کس نماند جاودانہ

ترجمہ: زمانے کی خوش نصیبی (یعنی اپنے اچھے وقت) پر دار و مدار مت رکھنا (کیونکہ زمانے کی (یہ) سازگاری کسی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نہیں رہتی۔

تشریح: دنیوی جاہ و جلال پر فخر و ناموس کرنا یا اس کو دائمی سمجھنا کسی کی بہت بڑی غلطی ہوسکتی ہے، کیونکہ دنیا کسی کی دوست نہیں ہے اور آج کا ثروتمند کل کا فقیر اور آج کا گدا کل کا بادشاہ ہوسکتا ہے، اس لئے اس بے وفا دنیا کی مہربانیوں پر کسی دانا کو بہت خوش نہیں ہونا چاہیے۔

اگر جانت زبون مال و جاہست
ترا این مال مار و جاہ چاہست

ترجمہ: اگر اس دولت اور (دنیوی) سرفرازی سے تیری روح زبون حال ہے، تو تیرا ایسا مال سانپ اور ایسی شان و شوکت (دراصل) کنواں ہے۔

تشریح: اگر مادی نعمتوں کی بہتات اور دنیا پرستی کی وجہ سے انسان روحانی فرائض سے غافل رہے تو اس کی روح پر ایک گنا بوجھ پڑتا ہے اور وہ فریاد کرتی رہتی ہے۔ ایسا شخص جسمانی طور پر زندہ ہونے کے باوجود روح و عقل کی رو سے مر جاتا ہے اور روحانی تنزل کی پستی میں گر جاتا ہے، کیونکہ دنیا کا مال اس کے وجود کو سانپ کی طرح ڈستا رہتا ہے اور ظاہری شان و شوکت اس کیلئے ایک گہرا کنواں ثابت ہوتی ہے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ازین معشوق ہرجائی چہ آید
کہ ہرگز باکسی دایم نپاید

ترجمہ: اس بے وفا معشوق سے (تجھے) کیا ملے گا؟ کیونکہ یہ (مال و اسباب) کسی کے ساتھ بھی دائمی طور پر نہیں رہتا۔

تشریح: یہاں دنیا کو ایک بے وفا محبوب سے تشبیہہ دی گئی ہے اور انسان کو خبردار کیا گیا ہے کہ اسے اس معشوق ہرجائی سے کچھ نہیں ملے گا کیونکہ دنیا اور مادی نعمتیں کسی کے

ساتھ بھی دائمی طور پر نہیں رہتیں۔

مده دل این عروس بی وفارا
چنین شوهر کش دون دغارا

ترجمہ: (دنیا کی جاہ و جلالت کی) اس بے وفا دلہن، جو دھوکہ اور ذلالت سے شوہر (مالک) کو مار دینے والی ہے، کو دل مت دے۔

تشریح: یہاں دنیا اور اس کے کرّ و فرّ اور طُمطراق کی مثال ایک بے وفا دلہن سے دی گئی ہے جس کا حسن تابناک اور تجلّیات نگاہوں کو خیرہ کر دینے والی ہیں مگر ایسی عروسِ بے مروت کی رعنائی و دلربائی کے فریب میں گرفتار ہونے سے بڑا نقصان ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ تو اپنے ہی شوہر یعنی مالک کو ختم کر دینے والی ہے۔

مشو فتنہ برین ملک دو روزه
بخوان ناکسان مگشای روزه

ترجمہ: اس دو روزہ ملکیت پر فریفتہ مت ہو جاؤ اور بے وقعت دسترخوان پر اپنا روزہ مت کھول۔

تشریح: دنیا ایک بے وقار دسترخوان ہے جو دائمی اور اصلی نہیں ہے اور اسی لئے تاکید کی گئی ہے کہ تم اس عارضی اور ناپائیدار ملکیت پر مغرور مت ہو جاؤ۔

بسا کس را که او کشتست و مانده
چه داری مهر او در دل نشانده

ترجمہ: اس نے کتنے ہی لوگوں کو ہلاک کر دیا مگر خود ہنوز باقی ہے، تُو اس کی محبت کو

اپنے دل میں رکھ کر کیا حاصل کرلے گا۔

تشریح: یہ بے وفا دنیا بظاہر ایک بہت اچھا دوست نظر آتی ہے، مگر اپنی منافقت اور ریا سے یہ بہتوں کا نام ونشان مٹا چکی ہے، عجیب بات یہ ہے کہ گردش ایام سے لوگوں کو خستہ حال کر دینے کے باوجود یہ خود تازہ دم رہتی ہے، بالفاظِ دیگر یہ لوگوں کو مار دیتی ہے اور خود زندہ رہتی ہے، لہٰذا اس سے دل لگانا اور محبت کرنا دانائی نہیں ہے۔

مگر در سر نداری ای پسر ہش
چہ جوئی مہربانی از پدر کش

ترجمہ: اے بیٹے! شاید تیرے سر میں ہوش وحواس بحال نہیں ہیں، ایک ایسی چیز سے کیا مہربانی تلاش کرتے ہو جو (تمہارے) باپ کو مارنے والی ہے۔

تشریح: پیر پدرانہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیا سے دل لگانا یا مال ومتاع پر مغرور ہونا کسی طرح بھی ایک عاقل انسان کیلئے مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ جس دنیا نے اس کے باپ کے حق میں کوئی مہربانی نہیں کی تو وہ اس کے لئے بھی مہربان نہ ہوگی۔

نپاید تاج وتخت وگنج ودیہیم
نماند گوہر ولعل وزر وسیم

ترجمہ: یہ تخت وتاج وگنجینہ رہنے والا نہیں ہے اور نہ ہی لعل وگوہر اور سونا چاندی باقی رہنے والا ہے۔

تشریح: بظاہر یوں لگتا ہے کہ دنیا سب سے زیادہ ان پر مہربان ہے جن کے پاس

تخت وتاج اور حکمرانی ہے اور جن کے شاہی خزانے سونا، چاندی اور موتیوں سے بھرے ہوئے ہیں، لیکن بادشاہان اور ان کی تاج داری کو بھی دوام نہیں اور اگر کوئی دنیا میں مال ومتاع کی کثرت سے خود کو بمثل بادشاہ سمجھتا ہو، تب بھی یہ خزانہ اس کے ہاتھ نہیں آئے گا اور موت آنے پر تمام چیزیں یہیں رہ جائنگی۔

زناگہ بگذرے و در گذارے
سراسر دشمن خود را سپاری

ترجمہ: تو اچانک یہاں سے گزر جائے گا اور مر جائے گا، اور سب کچھ (اپنے) دشمن کے لئے چھوڑ کر جائے گا۔

تشریح: چونکہ موت ناگاہ آتی ہے اسلئے انسان جن چیزوں کو اپنا سمجھتے ہوئے ان پر اپنا حق اور ملکیت جتاتا رہتا ہے، وہ اس کے ہاتھ سے یکایک نکل جاتی ہیں، بادشاہوں اور وزیروں کے مال و اسباب پر اکثر ان کے دشمن قبضہ کر لیتے ہیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی امیر شخص کے مال و دولت کے سبب خاندان کے جن افراد سے اسکی رنجش اور دوری پیدا ہوئی تھی، اب وہی رشتہ دار اس کی متروکہ دولت کے وارث ہو جائیں۔

زمال و ملک خود بردار کامی
چو نیکو سیرتان بگذار نامی

ترجمہ: مال اور ملک سے اپنا مقصد پورا کرو اور نیک سیرت لوگوں کی طرح اپنا نام چھوڑ جاؤ۔

تشریح: مال وملکیت بذات خود کوئی بری چیز نہیں ہے، البتہ اس کا استعمال اسے اچھا یا برا بناتا ہے، اس لئے اگر دنیا میں خوش نصیبی سے کسی کے پاس مال و دولت ہو تو اسے نیکی کے راستے پر خرچ کرتے ہوئے اس سے آخرت کمائی جا سکتی ہے، اور اکثر نیک وسخی لوگ اسی طرح صدقہ جاریہ چھوڑ کر جاتے ہیں جن سے ان کا نام لازوال ہو جاتا ہے۔

اگر داری بخور ورنہ مخور غم
کہ بسیار است برخورداری از کم

ترجمہ: اگر تمہارے پاس ہے تو کھاؤ، پیو، ورنہ غم مت کرو کہ کم کھانے میں بہت ہی خوشی اور لذت ہے۔

تشریح: اگر کسی کے پاس دنیوی نعمتیں میسر ہوں تو اعتدال کے ساتھ ان کو کھانے پینے اور ان سے لطف اندوز ہونے میں حرج نہیں ہے، مگر کسی کمی کی صورت میں اس کا غم کرنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ درویشی کے پہلو سے کم کھانے اور قناعت کرنے میں بہت خوشی اور تسکین ہے، جبکہ بسیار خوری کئی ظاہری امراض کا باعث بنتی ہے اور روحانی ترقی میں بھی ایک رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا: جو خدا کے عطا کردہ رزق پر قناعت کرے، وہ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی اور مالدار ہے۔

نصیب خویش بردار از دو گیتی
بدل در ہیچ نگذار از دو گیتی

ترجمہ: دنیا اور آخرت میں سے جو کچھ تیرا نصیب ہے اسے حاصل کر اور دل میں

دونوں جہانوں کی کوئی بات نہ رکھ۔

تشریح: پیر صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں انسان کا جو نصیب ہے وہ اسے ضرور ملے گا، لیکن جو چیز اس کیلئے ربّ کی طرف سے منظور نہیں ہے، اس کے غم میں خود کو ہلکان کرنے کی بجائے جو کچھ میسر ہے، اس کی شکر گزاری سے خوشی حاصل کرنی چاہیے۔

مکن با جھل ازین سان تیرہ رائی
کہ اینت دست ندھد زان برائی

ترجمہ: جہالت کے ذریعے بے عقلی کا مظاہرہ نہ کر کہ اس سے تجھے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

تشریح: دنیا میں جو کچھ ملے اس کی شکر گزاری کرنے کی بجائے جو کچھ میسر نہ ہو، اس کی شکایت کرتے رہنا جہالت ہے جس سے دل تنگی اور حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا، اسلئے بے عقلی اور جہالت کا مظاہرہ کرنے کے بجائے شکر گزاری اور قناعت کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

نماند آن چہ از مردہ بماند
بماند ھر چہ آن را بر فشاند

ترجمہ: مردے کے چھوڑے ہوئے مال سے کچھ بھی باقی نہیں رہتا، باقی وہی رہتا ہے جو وہ (اوروں کے لئے) خرچ کرتا ہے۔

تشریح: عجیب بات ہے کہ مردہ جو کچھ مال چھوڑ جاتا ہے اس میں سے اس کا کچھ بھی

حصہ نہیں رہتا سوائے اس کے جو اس نے دوسروں کے لئے خرچ کیا ہو، کیونکہ یوم محشر اس کو صرف وہی کام آئے گا جو اس نے دنیا میں نیک کاموں کے لئے خرچ کرتے ہوئے اخروی سرمایہ کی صورت میں اپنے لئے جمع کیا تھا۔

بخور و ز نامده هرگز میندیش
که تا فردا چه آید مر ترا پیش

ترجمہ: (اعتدال سے) کھا، پی (اور خرچ کر)، جو وقت آیا ہی نہیں ہے اس کے بارے میں فکر نہ کر کہ کل تجھے کیا پیش آنے والا ہے (کیونکہ اسے کوئی نہیں جانتا)۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ انسان کو جو کچھ عنایت ہوا ہے، اسے وہ شکر گزاری سے خرچ کرے اور مستقبل کے بیکار اندیشوں میں خود کو غلطان نہ کرے، کیونکہ ابھی جو وقت آیا ہی نہیں ہے اس کے وسوسوں اور اندیشوں کو دل میں جگہ دینے سے حال کا وقت بھی ناشکری میں ضایع ہو جاتا ہے۔

ISW
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

افلاک و انجم کے بارے میں

خنک زاووش و خوش بہرام و ناہید
کہ ایشان بر فلک ہستند جاوید

ترجمہ: سعادت مند مشتری اور شاد و خرم مریخ اور زہرہ، (یہ وہ ہیں) جو آسمان پر ہمیشہ موجود ہیں۔

تشریح: پیر یہاں آسمان پر موجود ستاروں اور انسانوں کی زندگی کا موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سعدِ اکبر ستارہ مشتری، مسرور و خرسند مریخ اور درخشان و تابان ستارہ زُہرہ ہمیشہ آسمان پر موجود ہیں، وہ دائماً ایک حال پر رہتے ہیں اور انسانوں کی طرح مختلف غم و کرب کی صورتوں سے نہیں گزرتے۔

خجستہ ماہ و مہر و تیر و کیوان
کہ دایم بر فلک ہستند گردان

ترجمہ: مبارک چاند، سورج، عطارد اور زحل، (یہ وہ ہیں) جو آسمان پر ہمیشہ گردش میں ہیں۔

تشریح: فرخندہ چاند، سورج، عطارد اور زحل بھی اسی طرح آسمان پر ہمیشہ گردش کرتے

رہتے ہیں۔

ہمیشہ زندہ اندو فارغ از مرگ
بدین ایوان مینا ساختہ برگ

ترجمہ : یہ ہمیشہ زندہ ہیں اور موت سے آزاد ہیں اور (آسمان کے) اس محل میں گویا موتی جڑے ہوئے ہیں۔

تشریح: یہاں سیاروں اور ستاروں کی دائمی موجودگی اور گردش کا ذکر کیا گیا ہے، انسانوں کے برعکس، یہ قضا و اجل سے بے غم ہمیشہ زندہ ہیں، یہ اس لئے بھی شاہکار ہیں کہ یہ آسمان کی محفل کی سجاوٹ کا ذریعہ ہیں۔

زہی بدبخت و سرگردان کہ مائیم
بمرگ و زندگی اندر بلائیم

ترجمہ : ہم کس قدر بدبخت و سرگردان ہیں کہ زندگی اور موت کی وجہ سے آزمایش میں مبتلا ہیں۔

تشریح: آسمان کے نجوم و کواکب، ریزۂ سیمین کی صورت میں مدام فرحان و بامراد ہیں، جبکہ انسان دنیا میں زندگی و موت کی آزمائش میں مبتلا ہیں اور ہمیشہ کچھ پانے کے لئے سرگردان ہیں۔

بلای کیش و آئین و سروریش
ہمہ سال کشیم این رنج و تشویش

ترجمہ : ہم مذہب، آئین اور سروری کے فتنے اور اختیار (و طاقت) کے غم میں سارا

سال رنج اور فکر میں گزار دیتے ہیں۔

تشریح: چرخِ نیلوفری پر موجود سیارے اور ستارے بڑی بے فکری و بے نیازی سے گردش کرتے رہتے ہیں، مگر انسان ہمہ وقت دین و آئین اور طاقت کی آزمائش اور کشمکش میں ہے اور اس کا سارا سال اسی رنج میں گزر جاتا ہے۔ مولا علیؑ فرماتے ہیں: زمانہ جسموں کو کہنہ و بوسیدہ اور آرزوؤں کو دور کر دیتا ہے، جو زمانے سے کچھ پالیتا ہے وہ بھی رنج سہتا ہے اور جو کھو دیتا ہے وہ تو دکھ جھیلتا ہی ہے۔

بلای مرگ و اندوہ قیامت
چنین کز کرد مارا سروِ قامت

ترجمہ: موت کی آزمائش اور قیامت کے غم نے ہمارے سرو قامت جسم کو خمیدہ کر دیا ہے۔

تشریح: انسان کو موت کی آزمائش اور قیامت کی تشویش نے ایسا جھنجوڑ کر رکھا ہے کہ اس کا سرو جیسا بلند و بالا جسم ٹیڑھا ہو کر رہ گیا ہے۔

کجا رفتند آن یاران دمساز
بما نامد ازان یاران خبر باز

ترجمہ: وہ ہمراز دوست کہاں چلے گئے کہ ہم کو ان (دوستوں) کی پھر خبر (تک) نہ آئی۔

تشریح: پیر دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی کا ذکر کرتے ہیں کہ انسان کے ساتھ رہنے والے اس کے عزیز دوست دارِ فانی کی طرف چلے جاتے ہیں اور پھر ان کی کوئی

ISW
I.S
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

خبر نہیں آتی، کیونکہ موت کی آزمائش دوستوں کو جدا کر دیتی ہے۔

نیامد باز خود زان رفتگان کس
نشد بیدار خود زان خفتگان کس

ترجمہ: ان گزرے ہوئے لوگوں میں سے کوئی بھی واپس نہ آیا اور ان سوئے ہوئے لوگوں میں سے کوئی بھی بیدار نہ ہوا۔

تشریح: ان رفتہ گان میں سے کوئی بھی دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا کیونکہ موت ایک ایسی ابدی نیند ہے کہ اس سے کوئی بیدار ہو ہی نہیں سکتا۔

پریدند و قفس بر ہم شکستند
ز بیم مرگ و دست غصہ رستند

ترجمہ: وہ تو پرواز کر گئے اور (اپنے جسم کے) قفس کو توڑ دیا اور موت کے خوف اور غم کے ہاتھوں سے نجات پائی۔

تشریح: ہر چند کہ ہم ان دوستان و یاران، جو دنیا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، کیلئے رنجیدہ ہوتے ہیں، تاہم وہ دراصل دنیا کی مصیبتوں سے دور ہو چکے ہوتے ہیں اور ان کی روح جسم کے قفس سے آزاد ہو کر خوشی و غم سے بالاتر ہو جاتی ہے۔

ہر آن خشتی کہ دیوار سرائیست
بدان کان از تن کشور کشائیست

ترجمہ: ہر وہ اینٹ جو کسی مکان کی دیوار (کی صورت میں) ہے، جان لینا کہ (وہ) کسی

بادشاہ کے تن سے بنی ہے۔

تشریح: روح کے قفسِ عنصری سے پرواز کرنے کے بعد انسان کا وجود مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے چاہے وہ کوئی بادشاہ ہی کیوں نہ ہو، اور ایسے میں اب اگر کسی دوسرے بادشاہ کے محل کی جو اینٹیں بنتی ہیں، تو عجب نہیں ہے کہ اس میں کسی گزرے ہوئے بادشاہ کے وجود کی مٹی شامل ہو۔

چو وام خاک را دادند با خاک
بسوی پاک رفتند انگہی پاک

ترجمہ: جب انہوں نے زمین کے قرض کو اسے واپس کر دیا تو تب وہ کلی طور پر عالم پاک کی طرف چلے گئے۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ انسان وقتی طور پر موت سے پریشان اور غمگین ہو جاتے ہیں اور ساتھیوں کی کمی کو محسوس کرتے ہیں، مگر حقیقت تو یہ ہے کہ وہ تو عالمِ پاک کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے اپنا جسم، جو اسی زمین کا قرض تھا، اسے دوبارہ زمین کو واپس کر دیا ہے۔

رضا و تسلیم کے بارے میں

ھر انچ از گردش این چرخ واروں
رسد مارا نباید بود محزون

ترجمہ: اس الٹے آسمان کی گردش سے ہمیں جو بھی (تکلیف) ملے اس پر غمگین نہیں ہونا چاہیے۔

تشریح: پیر نامدار کی شاعری میں مجموعی طور پر امید اور اندرونی انقلاب کی امکانیت کا پیغام ہے جو انسانی زندگی کی حدِ قوت میں چھپی ہوئی طاقتوں کو حدِ فعل میں لانے کے لئے جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم کا سبق دیتا ہے، آپ کے مطابق انسان راہِ روحانیت پر عالی ہمتی سے چل کر معرفت کو پاسکتا ہے جس سے اس کی خاکی سرشت بدل کر ملکوتی اور نورانی ہو جاتی ہے اور دونوں جہاں اس کیلئے مسخر ہو جاتے ہیں، تاہم اس نظم میں پیر انسان کو خدا کی رضا پر راضی رہنے کی تلقین فرماتے ہیں اور بشری زندگی کے ان امتحانات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن سے انبیا و اولیا کو بھی گزرنا پڑتا ہے، پیر کی شاعری میں رضا و تسلیم کا سبق زندگی کے ان حالات سے متعلق ہے جن کو بدلنے پر انسان قادر نہیں ہے، وگرنہ دیگر مقامات پر پیر نے انسان کو بھرپور جدوجہد کی ترغیب دی ہے۔

چو خواھد بود نیھا بی گمان بود
ندارد خوردن تیمار و غمم سود

ترجمہ: یہ (آسمان) جب ممکنات کو چاہے تو وہ یقینی طور پر ہو کر رہینگی، غم اور اندوہ کھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

تشریح: انسان مشکل حالات میں اکثر دل برداشتہ ہو جاتا ہے اور گاہے اس دل شکستگی کو اپنے اوپر طاری کرتے ہوئے خود کو انتہائی بداختر قرار دیتا ہے، پیر نصیحت فرماتے ہیں کہ مشیّت ایزدی کے تحت ہونے والے واقعات کی حقیقت کو قبول کرنا چاہیے کیونکہ جب شہنشاہِ ممکنات خود کسی چیز کو چاہے تو وہ ہو جاتا ہے۔

فلک گر خود کم و گر بیش گردد
ھمیشہ بر مراد خویش گردد

ترجمہ: آسمان خود خواہ کم گردش کرے یا زیادہ، وہ تو ہمیشہ اپنی خواہش کے مطابق گردش کرتا ہے۔

تشریح: وقت اور حالات کے گزرنے کے ساتھ نت نئے احوال پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کو انسان چاہے بھی تو روک نہیں سکتا، انسان کو ہر حالت میں صبر و شکر کرنا چاہیے کیونکہ وہ کچھ چیزوں کو بدلنے پر قادر نہیں ہے۔ سیّد السّاجدین حضرت امام سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا: قضائے ناخوشگوار پر راضی ہونا یقین کے بالاترین مراتب میں سے ہے۔

بکام ما نباشد هیچ کارے
که ما را نیست هرگز اختیاری

ترجمہ: کوئی بھی کام ہماری آرزو اور خواہش کے مطابق نہیں ہوتا، اس لئے کہ ہمارے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔

تشریح: زندگی کے کچھ احوال ایسے بھی ہوتے ہیں جو انسان کے بس میں نہیں ہوتے یا وہ انسانی خواہشات سے متصادم ہوتے ہیں۔

همان بهتر که دایم شاد باشیم
ز هر درد و غمی آزاد باشیم

ترجمہ: پس بہتر یہی ہے کہ ہم ہمیشہ خوش و خرم رہیں اور ہر درد و غم سے آزاد رہیں۔

تشریح: زندگی کے ایسے احوال جن پر انسان کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا جیسے پیدائش، موت، بیماری، ناگہانی حادثات وغیرہ، تو پھر بہتر یہی ہے کہ خود پر گزرنے والے احوال سے ہمیشہ شاد و خرم رہا جائے اور جو چیزیں انسان کی منشا کے مطابق نہیں ہو رہی ہیں، ان کو مشیت ایزدی قرار دیتے ہوئے قبول کر لیا جائے۔

ولیکن شادیُ غم هر دو روزیست
پیِ اندوه امید دلفروزیست

ترجمہ: لیکن خوشی و غم دونوں یک روزہ یعنی عارضی ہیں، غم کے پیچھے دل کو روشن کرنے والی امید ہے۔

تشریح: یہاں دنیا کے مصائب کو جھیلنے کے لئے حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ دنیا میں جس طرح خوشی عارضی ہے اسی طرح غم بھی ناپائدار ہے، اور ایک وقت کے بعد غم کا اندھیرا مٹ جاتا ہے کیونکہ تاریکی کے بعد روشنی ہے، اور ایسی کوئی رات نہیں ہے جس کی صبح نہ ہو، زندگی، سرور و مسرّت اور کلفت و کوفت کے انہی مکرّر احوال سے گزرتی رہتی ہے۔

چو این آمد نصیب ما چه چاره
چه شاید کرد با سیر ستاره

ترجمہ: جب ہمارے نصیب میں یہی آیا ہے تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے، ستارے کی گردش کے مقابلے میں کیا کیا جا سکتا ہے۔

تشریح: ہر انسان کو کچھ مخصوص احوال و حوادث سے گزرنا پڑتا ہے، مولانا سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ (آغا خان سوم) کے فلسفۂ خوشی کے مطابق اگر انسان اپنی خواہشات کو رونما ہونے والے واقعات کے مطابق ڈھال لے تو وہ خوش رہ سکے گا ورنہ وہ مسلسل ایک اندرونی انتشار کا شکار رہے گا اور زندگی کے اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہ کر پائے گا۔

دنیا سے خطاب

جہانا جادوی با بوے و رنگی
گہی رومیت بینم گاہ زنگی

ترجمہ: اے دنیا! تُو تو رنگ و بو کا ایک جادو ہے، کبھی تُو رومی نظر آتی ہے تو کبھی حبشی۔

تشریح: پیر دنیا کی رنگینی اور دلربائی کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دنیا رنگ و بو کا ایک عجیب جادو ہے، کہیں تو یہ رومی قوم کی دنیا لگتی ہے اور کبھی حبشی قوم کے آداب و اطوار پر مبنی دنیا نظر آتی ہے، یعنی اس میں بڑی گونا گونی اور دلکشی ہے۔

برنگیں لعبتی دلخواہ مانی
کہ تو ہموارہ بر یکساں نمانی

ترجمہ: تُو ایک پسندیدہ رنگین کھلونے کی مانند ہے، مگر تُو ہمیشہ ایک جیسی حالت پر نہیں رہتی۔

تشریح: بظاہر دنیا بڑی دلکش و دل آویز نظر آتی ہے، جیسے کوئی رنگ برنگ کھلونا ہو جس سے کھیلا جائے، مگر اپنی دل کشی میں یہ دنیا یکساں طرز پر نہیں رہتی بلکہ یہاں احوال

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

بدلتے رہتے ہیں اور خوشی و غم دونوں کسی ستار کے زیر و بم کی طرح زندگی کا ایک نغمہ الاپتے رہتے ہیں۔

برآئی هر زمان از رنگ دیگر
بر آری هر نفس آهنگ دیگر

ترجمہ: تُو ہر لمحہ ایک رنگ سے نکل کر دوسرے رنگ میں آتی ہے اور ہر لحظہ ایک نیا راگ الاپتی ہے۔

تشریح: دنیا کی رعنائی و دلربائی کا ایک سبب یہ ہے کہ اس میں گوناگون رنگینیاں ہیں، اسی لئے وہ ہر لحظہ ایک نئے اسلوب میں جلوہ گر ہوتی ہے اور اس کا ہر رنگ بہت ہی پرکشش ہوتا ہے، نیز وہ اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہر آن ایک نئی راگنی سناتی رہتی ہے جس سے انسان مسحور ہو جاتا ہے۔

چو معشوق ظریف دلربائی
کہ مشکین جامۂ زرین قبائی

ترجمہ: تُو ایک بذلہ سنج اور دل کو موہ لینے والی معشوقہ کی طرح ہے اس لئے کہ تمہارا لباس مشک آلود اور قبا سنہری ہے۔

تشریح: دنیا اپنے اسلوب و روش اور نقاشی و مصوّری میں اس قدر دلفریب ہے کہ اس کی رنگ ریزی اور تلوّن پر انسان اسی طرح فریفتہ ہو جاتا ہے جس طرح کسی چنچل معشوقہ پر! جس کی پوشش عطر بیز اور لباس منور ہو۔

بگویم چیستی انصاف و الحق
بتوسن کرۂ مسانی تو ابلق

ترجمہ: میں انصاف اور حق کے ساتھ بتاؤں کہ تُو کیا ہے، تُو ایک شوخ و سرکش چتکبرے بچھڑے کی طرح ہے۔

تشریح: دنیا کی مثال یہاں ایک ابلق یعنی چتکبرے بچھڑے سے دی گئی ہے، جو کچھ سفید اور کچھ سیاہ ہے، اسی ابلقِ ایام سے دنیا میں گردشِ لیل و نہار، اونچ نیچ اور دکھ سکھ جاری ہے۔

کہ زیر پاے کردی عمر مارا
چہ شاید کرد با تو جز مدارا

ترجمہ: ہماری عمر کو تو نے اپنے پاؤں تلے کچل دیا، تیرے ساتھ نرمی اور صلح (مدارت) کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے؟

تشریح: دنیا کے کئی احوال انسان پر بڑے بھاری گزرتے ہیں اور گویا دنیا کا چتکبرا بچھڑا انسان کو اپنے پاؤں تلے روندتا چلا جاتا ہے، مگر انسان کے لئے ہر حالت میں دنیا کے ساتھ سازگاری کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔

یکی طاوس رنگارنگ داری
نداری جز کہ عمر ما شکاری

ترجمہ: تو ایک رنگارنگ مور ہے اور تیرا شکار ہماری زندگی کے علاوہ کچھ نہیں۔

تشریح: دنیا کے جفا اور ستم کی ایک اور مثال یہ ہے کہ دنیا ایک حسین و رنگا رنگ نظر آنے والا مور ہے جس کے جلوؤں کی بوقلمونی سے مخمور و مدہوش انسان یہ فراموش کر دیتا ہے کہ یہی اس کی نخچیر گاہ بھی ہے۔ مولا علیؑ نے اپنے دورِ خلافت میں سلمان فارسی کے نام ایک خط میں یہ تحریر فرمایا تھا: اِس دنیا کی مثال اُس سانپ جیسی ہے جو چھونے میں انتہائی نرم ہوتا ہے لیکن اسکا زہر انتہائی قاتل ہوتا ہے۔

شکارت کیقباد و کی پشینست

بسا کس کز تو با تاج و نگینست

ترجمہ: تیرا شکار (کہیں) کیقباد اور کے پشین جیسے بادشاہ ہیں (تو کہیں) بہت سے لوگوں کو تجھ سے تاج و نگینہ بھی ملا ہے۔

تشریح: دنیا کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کہیں تو کیقباد اور کے پشین جیسے بادشاہوں کو پچھاڑ دیتے ہیں اور کہیں کچھ اور لوگوں کو غیر متوقع طور پر تخت و تاج کا مالک بنا دیتے ہیں، یعنی دنیا بہت ہی بے اعتبار اور بے وفا ہے، تاریخ اس بات پر گواہ رہی ہے کہ کہیں ابطالِ جلیلہ، شاہانِ پرشکوہ، اور شہیرِ زمانہ افراد صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیے گئے اور کہیں عام یا نا اہل لوگ ملک و سلطنت کے مالک بن گئے۔

تو دادے ملک کیخسرو بخسرو

کہن کردے بزرگان را و خود نو

ترجمہ: (اے دنیا!) تو نے شہنشاہ کیخسرو کی سلطنت خسرو کو دے دی اور تُو نے ہی بزرگوں کو عمر رسیدہ کر دیا، اور خود نئی (ہی) رہی۔

تشریح: وقت کی ندی حالات کے نشیب و فراز سے گزرتی رہتی ہے، ایسے میں ملک و سلطنت کا اعزاز کبھی کسی کے حصے میں آتا ہے، تو کبھی کسی اور کے بخت کا حصہ بن جاتا ہے، دنیا کی مشقت بزرگوں اور معززوں کو تھکا کر بوڑھا کر دیتی ہے، مگر عجب بات ہے کہ زمانہ خود ہمیشہ نیا رہتا ہے۔

نیاسائی نہ کس آسودہ از تو
نفرسائی و ما فرسودہ از تو

ترجمہ: تُو خود آرام نہیں کرتی اور نہ ہی کوئی تجھ سے راحت میں ہے، تُو (خود) فرسودہ نہیں ہوتی مگر ہم تیری (ستم ظریفی کی) وجہ سے خستہ حال ہیں۔

تشریح: دنیا اپنی نَو بنَو تجلیات کی وجہ سے ایک پَل بھی آرام نہیں کرتی ہے، جبکہ انسان زمانے کے مختلف حالات اور اونچ نیچ سے بری طرح متاثر ہوتا رہتا ہے اور نتیجے کے طور پر فرسودہ اور خستہ حال ہو جاتا ہے، مگر تعجّب ہے کہ بڑے بڑے سورماؤں کو تھکانے والی دنیا خود کبھی بھی کہنہ و خستہ نہیں ہوتی۔

نشاید بود ھرگز از تو ایمن
نہ گردی از جفا کردن تو ساکن

ترجمہ: تجھ سے کسی کو بے خوف نہیں رہنا چاہیے، تو ظلم کرنے سے رکتی نہیں ہے۔

تشریح: حوادث زمانہ سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہے کیونکہ زمانہ ظلم وستم کی عادت سے باز نہیں آتا اور کسی کو نہیں بخشتا ہے، اسلئے ہمیں اس سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے، یعنی زمانے کے مد و جزر اور حالات کے دگرگون ہونے کے لئے خود کو ذہنی طور پر تیار رکھنا چاہیے۔

شاعری اور شعر کہنے کے بارے میں

ز دل بگذار حجّت شاعری را
کہ کردے آشکارا ساحری را

ترجمہ: اے حجّت! دل سے شاعری کو گزرنے دو کہ (اس سے) تُونے (تو گویا) ایک جادو کو آشکار کر دیا۔

تشریح: پیر ناصر خسرُوؒ اپنی نورانی شاعری کی تعریف کرتے ہوئے اور خود کو حجّت کہہ کر مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب تیرے دل پر تائیدِ الٰہی سے شعر گزرنے لگے تو اس آمد کو مت روک، کیونکہ اپنی خوبصورت شاعری اور حسین معنوں سے تم نے تو ایک سحرِ حلال کو نمایاں کر دیا ہے۔

سخنہایت ہمہ سحرِ حلالست
بسی پاکیزہ تر ز آب زلالست

ترجمہ: تمہاری ساری باتیں حلال جادو ہیں اور صاف و شیرین پانی سے کہیں زیادہ پاکیزہ تر ہیں۔

تشریح: حجّتِ خراسان اپنی شاعری کی تعریف کرتے ہوئے اسے جادوئے حلال اور

صاف و شفاف میٹھے پانی کا چشمہ قرار دیتے ہیں کیونکہ حکما کی شاعری آسمانی اور تائیدی ہوتی ہے اور یہ مرتبہ انسانِ کامل کی قربت اور اس میں فنائیت سے حاصل ہوتا ہے، لہٰذا اس اصل مرکز سے آنے والی شاعری میں حلاوت، سحر بیانی اور پاکیزگی ہوتی ہے۔

ولے او را مکن چون بدر در ابر
کہ زیر ابر ندھد روشنی بدر

ترجمہ: مگر اسے بادلوں میں چاند کی طرح مت چھپا! کیونکہ بادلوں کے پیچھے سے چاند روشنی نہیں دیتا۔

تشریح: جن شعرا کی شاعری کا اصل سرچشمہ فنافی اللہ کا مقام ہو اور اس میں روحانی معجزات کی شہادت و حکمت ہو، تو ایسی شاعری کو لوگوں کے سامنے لانا ضروری ہے، کیونکہ یہ تنویرِ معانی، ایک آسمانی امانت ہے جس کو لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے۔

مبر بر درگہ شاہ و وزیرش
ز اصلاح حکیمان کن منیرش

ترجمہ: (اپنی) اس (شاعری) کو بادشاہ اور اس کے وزیر کے در پر مت لے جا، بلکہ حکیموں کی اصلاح سے اسے تابناک بنا۔

تشریح: ایسے شعرا جن کی شاعری کا مقصد صرف پیسے کا حصول ہو، شاہ و وزیر کے در پر پھیرے لگاتے رہتے ہیں تاکہ ان کی خوش آمد سے مال کمائیں، ایسی شاعری اکثر و بیشتر جھوٹ پر مبنی اور حقیقی معنی سے عاری ہوتی ہے، اسلئے شعرا کو با مقصد شاعری

کرنے اور حکیموں سے اصلاح اور رہنمائی حاصل کر کے اپنی شاعری میں نکھار اور معنوی بلندی پیدا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

نبیند دیدہ زین سان شعر دلبند
کہ باشد زیور او حکمت و پند

ترجمہ: آنکھ ایسی پسندیدہ شاعری نہیں دیکھتی ہے جس کا زیور حکمت اور نصیحت ہو۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ حکمت کے اعلیٰ ترین مفاہیم کی بنا پر ان کی شاعری گویا ایک ایسی دلہن ہے جس کا زیور حکمت و نصیحت ہے، مگر عوام ایسی پر حکمت شاعری کو نہیں سمجھ پاتے کیونکہ زیادہ تر لوگ سطحی قسم کی شاعری کے دلدادہ ہوتے ہیں اور حکمت کے قدردان کم ہوا کرتے ہیں۔

بہایش ہست ملک جاودانی
تو مفروشش بزر و سیم کانی

ترجمہ: اس (شاعری) کی قیمت ہمیشہ رہنے والی بادشاہی ہے، تو اسے کان سے نکالے ہوئے سونے اور چاندی کے عوض مت بیچ دینا۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ حکمت پر مبنی شاعری کا حسن و جمال ازلی و ابدی ہوتا ہے جس کی قیمت دونوں جہان اور بہشت کی بادشاہی ہے، لہٰذا کسی شعر گو کا اپنی سخن وری سے دولت حاصل کرنا اس کے شایان نہیں ہے۔

شعرا کی مذمّت کے بارے میں

خرد بر مدح نا اھلان بخندد
کسی بر گردن خر دُر نبندد

ترجمہ: نا اہلوں کی تعریف پر عقل ہنستی ہے (کیونکہ) کوئی بھی شخص گدھے کی گردن پر (قیمتی) موتی نہیں باندھتا۔

تشریح: اس شعر میں ان شعرا کی مذمت کی گئی ہے جو اپنی شاعری کو دنیا کے مقاصد کی خاطر بیچ دیتے ہیں اور کسی نالائق شاہ یا وزیر کی بے جا تعریف کرتے ہیں، پیر فرماتے ہیں کہ نا اہلوں کی تعریف عقلا کے نزدیک ایک انتہائی مضحکہ خیز عمل ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے گدھے کی گردن پر بہت قیمتی موتی باندھ دیے گئے ہوں۔

ترا از خویشتن خود شرم ناید
کہ ھر جائی دروغت گفت باید

ترجمہ: تجھے اپنے آپ سے شرم نہیں آتی ہے کہ (تجھے) ہر جگہ جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

تشریح: کسی شاعر کو خوشامد کرنے کیلئے جھوٹ بولنا پڑتا ہے کیونکہ اس عمل سے وہ

لوگوں کو بادشاہ یا وزیر کی ایسی صفات باور کرانا چاہتا ہے، جو اصل میں ان کی نہیں ہوتی ہیں، اس لئے وہ جھوٹ کے پل باندھتا رہتا ہے جو ایک قبیح عمل ہے، اس دروغ گوئی سے اس میں اخلاقی تنزّل پیدا ہوتا ہے جو اس کی سخن دانی کو بے اثر بنا دیتا ہے۔

بپا استادن و برخواندن او
فرو ریزد سراسر آبت از رو

ترجمہ: (تمہارا) پاؤں پر کھڑے ہو کر اس کے گانے سے تیرے چہرے کی رونق گر جاتی ہے۔

تشریح: ایک کذّاب شاعر کسی نااہل کی تعریف میں اپنی طاقت صرف کرتا رہتا ہے اور ہر وقت جی حضوری کی حالت میں دروغ گوئی کیلئے تیار ہوتا ہے، ایسے شخص کے چہرے کی حقیقی رونق ختم ہو جاتی ہے کیونکہ مسلسل دروغ بانی سے اسکی روح پر سنگین بوجھ پڑتا ہے۔

تقاضیٰ کردنش دشوار کار است
خرد را بی گمان زین کار عار است

ترجمہ: (اس کا) تقاضا کرنا ایک دشوار کام ہے اور بے شک عقل کے لئے یہ کام باعث شرم ہے۔

تشریح: کسی عاقل کے لئے ایسی من گھڑت شاعری کرنا یا اس کو سننا یا سراہنا ایک بہت مشکل کام ہے کیونکہ عقل کو ایسے اعمال سے عار ہے۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بمدح ہیچ کس مکشای لب را
مرنجان خاطر معنی طلب را

ترجمہ: کسی (نااہل) کی تعریف کے لئے لب کشائی مت کر اور کسی حقیقت جُو کے دل کو مت دکھا۔

تشریح: جب کوئی شاعر دنیوی مقصد یا لالچ کے تحت کسی نالائق کی تعریف کرتا ہے تو وہ یقیناً کسی حقدار کی حق تلفی کر کے اسے تکلیف پہنچاتا ہے، نیز حقیقت کے متلاشی شخص کو ایسا جھوٹ سن کر سخت کوفت ہوتی ہے۔

نہ چون این شاعران یاوہ گوئی
کہ دست از آبروی خود نشوئی

ترجمہ: تُو ان فضول گو شعرا کی طرح نہیں ہے، اس لئے کہ تُو اپنی عزت سے ہاتھ نہیں دھوتا ہے۔

تشریح: کچھ شعرا بے ہودہ گوئی سے وقتی طور پر تو انعام و اکرام حاصل کر لیتے ہیں مگر بالآخر اپنی عزت گنوا بیٹھتے ہیں، پس ایسی لاحاصل گفتگو سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

زمعنی جان ایشان را خبر نیست
سخنهاشان سزا جز گاو و خر نیست

ترجمہ: ان کی روح معنی سے آگاہ نہیں ہے اور ان کی گفتگو گائے اور گدھے کے لائق ہونے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

تشریح: حکمت و معنی سے تہی دامن شعرا کے ابیات دانشمندوں کے نزدیک صرف

لفاظی ہیں، جس میں ان کیلئے کوئی لطف و لذت نہیں۔ ایسے اشعار کو پڑھنے، سننے یا ان کی داد دینے والے لوگ وہی ہو سکتے ہیں جن کا فہم وشعور نارسیدگی کے باعث گائے اور گدھے جیسا ہو۔

چہ میخواھند ازین بی ھودہ گفتن
چہ میجویند ازین خرمھرہ سفتن

ترجمہ : ایسی بے ہودہ گفتگو سے وہ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ کلام میں (موتیوں کی بجائے) کوڑیوں کو پرو کر وہ کیا تلاش کر رہے ہیں؟

تشریح : لغوگو شعرا کو اپنی یاوہ گوئی سے کوئی حقیقی مقصد حاصل نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی معنی جویان ان کے کوڑیوں کے مصداق اشعار والفاظ سے متاثر ہوتے ہیں۔

امیران کلامند اھل اشعار
خدا شان توبہ بدھد ازین کار

ترجمہ : شعرا کلام کے بادشاہ ہیں، خدا ان کو اس (بے ہودہ مدح خوانی) سے توبہ کرنے کی توفیق دے۔

تشریح : اعلیٰ و ارفع موضوعات کو سمونے کیلئے شاعری کو سانچۂ حکمت بنایا جاسکتا ہے، جیسے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃَ ترجمہ: بعض اشعار میں حکمت ہوتی ہے، چونکہ شعرا سخن کے بادشاہ تصور کئے جاتے ہیں اور فکرو تخیل کی پرواز کے ساتھ ان کے پاس شعری لطافت و نزاکت جیسے خزانے بھی ہوا کرتے ہیں لہٰذا اعلیٰ اور پرحکمت موضوعات کی نظمیہ ادائیگی، شاعر کے پیغام میں عجیب حسن اور تاثر پیدا کرسکتی ہے، اس لئے شعرا کو بے سود ہرزہ سرائی سے گریز کرنا چاہیے۔

گفتار اندر نسبت حالت و سبب مقالت

امانم داد چندان چرخ گردون
که سفتستم این مبارک در مکنون

ترجمہ: اس گھومنے والے آسمان نے مجھے اتنی امان دی کہ میں نے اس برکت والے مخفی موتی کو نظم میں پرولیا۔

تشریح: پیر ناصر خسروؒ فرماتے ہیں کہ گنبد دوّار نے انہیں اتنی مہلت دے دی کہ انہوں نے معرفت کے ایسے اعلیٰ اور بابرکت راز، جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح اب تک پردے میں تھے، کو نظم کی صورت میں پرولیا ہے، یعنی دنیا کے دگرگون حالات کے باوجود حکیمانہ شاعری کو جاری رکھا ہے۔

شبی همچون دل نااهل تیره
دو چشم از کار گیتی گشته خیره

ترجمہ: ایک ایسی رات میں جو دل نااہل کی طرح تاریک تھی (اور) دونوں آنکھیں دنیا کے کام سے حیران تھیں۔

تشریح: کسی شب دیجور میں انسان کی ظاہری آنکھیں کام نہیں کر سکتی ہیں مگر قلبی بصیرت کی بنا پر خاصانِ خدا روحانیت کے عجائب و غرائب کا مشاہدہ کرتے ہیں، جس سے ان

کے تحیّر میں اضافہ ہوتا ہے۔

ہمہ در خواب و من بیدار ماندہ
خرد در کار و من بیکار ماندہ

ترجمہ: سب سوئے ہوئے تھے اور میں جاگتا تھا، (اس وقت میری) عقل کام کرتی تھی اور میں بے کار تھا۔

تشریح: عرفا و اولیا راتوں کو ریاضت کرتے ہیں جب دنیا کے دوسرے لوگ بے خبر سوتے ہیں، سیر و سلوک کی ان منازل میں انکی عقل بھرپور کام کرتی ہے اور انہیں اپنے وجود کے دوسرے پہلوؤں کا کوئی ہوش نہیں رہتا۔

شدہ در پردہ مہر عالم افروز
گشادہ شب کمین بر عالم روز

ترجمہ: دنیا کو روشن کرنے والا سورج پردے میں چلا گیا تھا، اور رات نے عالمِ دن پر گھات لگائی تھی۔

تشریح: اولیا و عرفا پر مخصوص و مبارک روحانی احوال رات کی عبادت کے نتیجے میں گزرتے ہیں، کیونکہ رات کی علمی و عملی عبادت کی خصوصی برکات ہیں۔

گہی بودم بمشرق گہ بمغرب
گہی برتر ز اجرام کواکب

ترجمہ: کبھی میں مشرق میں تھا تو کبھی مغرب میں، اور کبھی اجرام کواکب سے بالاتر

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

تھا۔

تشریح: ایسی بے خودی اور وارفتگی کے عالم میں عارف خود کو کبھی مشرق میں پاتا ہے اور کبھی مغرب میں اور کبھی خود کو ان سے بھی بالاتر پاتا ہے، راہِ سلوک میں یہ تجربہ عالمِ خیال و عالمِ خواب میں بھی ہو سکتا ہے اور فنافی اللہ ہونے کے بعد کوئی عارف خود کو عملی طور پر کائنات میں بسیط پا سکتا ہے۔ انسان کے اس داخلی اور حقیقی تجربے کو مولانا سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ (آغا خان سوم) "مذہبی تجربہ" کہتے ہیں، موصوف کچھ فارسی شعرا کے پیغام کے حوالے سے فرماتے ہیں "انہیں (خاصانِ خدا کو) اس عظیم، ہمہ گیر اور ہمہ سوز محبت کا بلا واسطہ تجربہ ہوتا ہے جو حقیقت کا انسانی روح سے تعلق قائم کرتی ہے"۔

همیکردم نظر در ظلمت و نور
ز جام فکر جانم گشت مخمور

ترجمہ: میں ظلمت و نور کو دیکھ رہا تھا (اور) فکر کے جام سے میری جان مخمور تھی۔

تشریح: بے خودی اور خود فراموشی کے اس مقام پر ظلمت و نور کے اس فلسفے پر غور کرنا خاصانِ خدا کی عادت ہے جس سے ان کی جان فکر کے جام سے مخمور ہو جاتی ہے۔

ارواحِ مقدس کے مشاہدات کے بارے میں

روانم نکتۂ باریک میدید
اگرچہ در شبِ تاریک میدید

ترجمہ: میری روح ایک باریک نکتہ دیکھتی تھی، اگرچہ وہ (یہ) تاریک رات میں دیکھتی تھی۔

تشریح: عبادت و بندگی اور اسمِ اعظم کی کامیابی کے نتیجے میں ایک کامیاب مومن نور اور روشنی کے ایک خاص مقام تک پہنچتا ہے جہاں علم وعقل کی باریک حقیقتوں کو سمجھنے لگتا ہے، تاہم اس راہ کی سرفرازی کے لئے شب خیزی کی ضرورت ہے کیونکہ روشنائی وعرفان کی یہ منزل رات کی ریاضت ہی سے ملتی ہے۔

بدیدم عالمی آباد و خرم
درو جمعی ز ارواح مکرم

ترجمہ: میں نے ایک آباد اور خوش دنیا کو دیکھا جس میں عالی قدر ارواح کا ایک گروہ تھا۔

تشریح: یہاں روحانی تجربات اور عرفانی مشاہدات کی طرف اشارہ ہے جسمیں ایک

خوش و خرم عالم میں ارواحِ مکرم و روحانین کے اجتماع کے عجیب و غریب منظر کا ذکر کیا گیا ہے۔

زخود زنجیر چار ارکان گسستہ
شکستہ بندو از زندان بجستہ

ترجمہ: اس (گروہ) نے اپنے آپ سے چار عناصر کی زنجیر کو توڑ دیا تھا (اور) بندھن کو توڑ کر زندان سے رہا ہوا تھا۔

تشریح: ایسے سالکین جو چہار مدارجِ سلوک کو طے کر کے منزلِ عرفان تک پہنچتے ہیں وہ عالمِ جان میں دائمی بقا پاتے ہیں اور ان کی ارواحِ مکرم چہار عناصر کی کثافت سے بلند و بالاتر ہو کر دنیائے آب و گل کی کشش سے آزاد ہو جاتی ہیں۔

ہمہ کردہ بترک خانۂ گل
نھادہ روی جان در عالم دل

ترجمہ: ان سب نے مٹی کا گھر (جسم) چھوڑ دیا تھا اور اپنی جان کا رخ عالم دل کی طرف پھیر دیا تھا۔

تشریح: ارواحِ مقدس و روحانین مادیت کے بندھن سے خود کو آزاد کر کے اس سے بالاتر ہو جاتے ہیں اور اپنی خاکی و ترابی حیثیت کو ترک کر کے اپنا رخ حقیقت کی دنیا کی طرف کر لیتے ہیں۔

چنین گفتم بدان ارواح باہوش
کہ ای پاکان بار افکندہ از دوش

ترجمہ: ان ہوشمند ارواح سے میں نے یوں کہا کہ اے پاک ارواح! آپ نے

اپنے کاندھے سے بوجھ اتار دیا ہے۔

تشریح: پیر روحانین کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ترقی یافتہ ارواح کثافت کے ساتھ ساتھ معدومیت کے بوجھ سے بھی آزاد ہو جاتی ہیں اور پھر انہیں نیستی سے کوئی خوف نہیں رہتا ہے۔

که هستید اینچنین جاوید زنده
همه بار فنا از خود فکنده

ترجمہ: (میں نے کہا) آپ اسطرح زندۂ جاوید ہیں کہ فنا (اور نیستی) کا سارا بوجھ خود سے اٹھا پھینکا ہے۔

تشریح: ان اشعار میں جہاں ارواحِ رفتہ گان کی طرف بھی اشارے ہیں، وہیں مجموعی طور پر ان عرفا کی تعریف بھی ہے جنہوں نے جیتے جی دوام حاصل کرلیا اور فنائیت اور خود فراموشی کی وہ منزل پالی ہے جہاں وہ زندۂ جاوید ہو چکے ہیں، وہ اب نیستی اور معدومیت جیسے تصورات کے خوف سے بالاتر ہو چکے ہیں۔

گلی بگذاشته نوری گزیده
شبی بگذاشته صبحی دمیده

ترجمہ: (ان ارواح نے) مٹی پن کو چھوڑ دیا اور ایک نور کو حاصل کیا، رات کو خیر باد کہا اور صبح کو روشن کیا۔

تشریح: ایسی ارواحِ مقدسہ اپنی خاکی سرشت کو ترک کر کے نور کو منتخب کرلیتی ہیں، گویا

شبِ تاریک یعنی جسمِ کثیف کو چھوڑ کر روشن صبح یعنی جسمِ لطیف کو پالیتی ہیں۔

چرا مارا خبر ندھید ازین حال
ز خود با ما نگوئید ایچ احوال

ترجمہ: آپ اس حالت کی ہمیں خبر کیوں نہیں دیتے ہیں اور اپنے احوال کے بارے میں ہم سے بات کیوں نہیں کرتے ہیں۔

تشریح: مشاہدے کے اس مقام پر کامیاب ارواح سے روحانیّت اور فنائیت کے رازوں کو سمجھنے کے اشتیاق کا اظہار کیا گیا ہے تاکہ روحانی کلام اور سمعی معجزات نصیب ہوں۔

زبان حال یکسر بر گشادند
جواب ما یکایک باز دادند

ترجمہ: اپنی زبان حال کو ہم پر فوراً کھولا اور ہمارے تمام سوالات کے جوابات دیے۔

تشریح: پیر ناصر خسروؒ اس نظم میں جو سوالات کر رہے ہیں ان کا جواب بھی وہ خود دے رہے ہیں جو نفوسِ عالیہ کے ساتھ ان کی وحدت کا ثبوت ہے، سوال و جواب کا مقصد اعلیٰ حقائق کو ایک دلنشین طریقے سے سالکانِ راہ حقیقت تک پہنچانا ہے تاکہ وہ ان پر غور و فکر کریں اور اس نشان سے منزل کو تلاش کریں۔

کہ ما در عالم باقی رسیدیم
ھمہ پیوند ازان فانی بریدیم

ترجمہ: کہ ہم تو ہمیشہ رہنے والے جہاں میں پہنچ چکے ہیں اور اس فانی دنیا سے اپنے تمام رشتے توڑ لئے ہیں۔

تشریح: اس شعر میں ارواحِ پاکان کی زبانی دنیا کی زندگی کی ناپائیداری و بے ثباتی کے احوال بیان کئے گئے ہیں، ایسی منتخب ارواح عبادت و ریاضت کے سبب دنیا و مافیہا سے بلند اور آزاد ہو جاتی ہیں۔

بدانستیم کان چیزی نیرزید
بدل مہرش نمیبایست ورزید

ترجمہ: ہم نے معلوم کیا، وہ (دنیا) کسی مول کی نہیں ہے، اسلئے دل میں اس کی محبت کے لئے جگہ نہیں بنانی چاہیے۔

تشریح: ان نفوسِ پاکان کے مطابق دنیا کی زندگی بے قدر و قیمت ہے اور ایسی فنا پذیر اور بے وقعت شے سے دل لگانا دانشمندی نہیں ہے۔

بہر کامی کہ ما آنجا براندیم
فراوان سال در ظلمت بماندیم

ترجمہ: دل کی ہر وہ مراد جو ہم نے وہاں (دنیا میں) پوری کی، اس کی وجہ سے ہم کئی سال تاریکی میں رہے۔

تشریح: دنیاوی آرزؤں کی تکمیل کی تگ و دو میں انسان بسا اوقات زندگی کے دیگر ضروری اور اہم مقاصد سے بے خبر رہتا ہے، ایسے میں گویا وہ جہالت کے اندھیرے میں رہتا ہے۔

ہمیگوئیم لیکن نشنوی تو
چو اندر خواب غفلت بغنوی تو

ترجمہ: یہ سب کچھ ہم کہہ رہے ہیں، مگر (افسوس کہ) تُو نہیں سنتا ہے، کیونکہ تُو تو

خوابِ غفلت میں اونگھتا ہے۔

تشریح: انسان اپنی غفلت و سستی اور نادانی کے باعث دانشمندوں اور بزرگوں کی ایسی اہم باتوں اور نصیحتوں پر کان نہیں دھرتا ہے اور ان پر باور نہ کرتے ہوئے عمرِ گرانمایہ کا قیمتی وقت ضایع کر دیتا ہے۔

ازان حالت چو باز آمد روانم
بشد عین الیقین بی شک گمانم

ترجمہ: جب میری روح اس حالت سے واپس لوٹی تو بلاشبہ میرا گمان عین الیقین بن گیا۔

تشریح: بزرگان اور پاکان روح و عقل کا مشاہدہ کرنے یا نفسانی موت کے مرحلے سے گزر جانے کے بعد جب اپنی جسمانی ہستی کے شعور میں لوٹتے ہیں تو ان کا علم الیقین، عین الیقین بن چکا ہوتا ہے، کیونکہ وہ ان چیزوں کی حقیقت کو اب باطن کی آنکھ سے دیکھ چکے ہوتے ہیں۔

خرد در خاطرمن رخت بنہاد
زمعنی در دلم صد چشمہ بگشاد

ترجمہ: عقل میرے دل میں مقیم ہوگئی اور (اس نے) معنی کے سو چشمے میرے دل میں جاری کر دیے۔

تشریح: راہ روحانیت میں سالک روح و عقل کی ترقی کے مختلف مدارج سے گزرتا ہے اور روحانی کشفِ احوال کے بعد اب وہ تمام معجزات کو گوہرِ عقل کے تناظر میں دیکھتا ہے، اور عقلی ترقی کی چوٹی پر گویا عقلِ کل کی عصا نے اس کے دل کی زمین سے حقیقی معانی کے صدہا چشمے جاری کر دیے ہیں۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

یکے با خویشتن اندیشہ کردم
درین اندیشہ دل را بیشہ کردم

ترجمہ: میں نے ایک بار اپنے بارے میں سوچ و بچار کیا اور اسی فکر میں اپنے دل کو جنگل بنا دیا۔

تشریح: پیر روحانیت کے اعلیٰ بھیدوں کو عوام الناس کیلئے بیان کرنے کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان رازوں اور اعلیٰ حقائق کی لطافت اور گہرائی کو مبتدین کی سطح تک لا کر بیان کرنا ایک خاصا مشکل کام ہے، اور اس سلسلے میں کافی سوچ و بچار سے کام لینا ہوتا ہے۔

کہ این معنی برایشان چون گذارم
پس از من تا بُود این یادگارم

ترجمہ: کہ میں یہ معنی ان کے سامنے کس طرح پیش کروں تاکہ میرے بعد وہ میری یادگار رہے۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ عالمِ روحانیت کی لطافت کو لوگوں کی زندگی، ان کے تجربات اور ان کے احوال کے تناظر میں بیان کرنے کیلئے ایک کامیاب عارف سوچ و فکر کرتا رہتا ہے، تاکہ اس کی تعلیمات باقی اور تابندہ رہیں جس سے بعد میں آنے والے سالکین کی رہنمائی اور مدد ہو۔

ہر آن کس کو ازین معنی خبر داشت
مر آن را ہمچنین مہمل بنگذاشت

ترجمہ: جو بھی شخص اس حقیقت سے واقف ہوا، اس نے اسے بے مقصد نہیں چھوڑا۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ جو عارف اس منزل فنا تک رسا ہو گیا اور ان اعلیٰ رازوں کا امین بن گیا، وہ کبھی بھی اس خزانے کو یونہی نہیں چھوڑتا ہے، بلکہ اسے لوگوں تک پہنچانے کی سعی کرتا ہے، کیونکہ اسے یہ انعام پوری کائنات کو بانٹنے کے لئے ملتا ہے۔

بکار آورد در خاطر خرد را
بنظم و نثر پیدا کرد خود را

ترجمہ: اس نے عقل کو اپنے دل میں کام میں لایا اور نظم اور نثر کی صورت میں خود کو آشکار کیا۔

تشریح: وہ عارف ان بے مثال رازوں کو عوام تک پہنچانے کے لئے نظم و نثر کا سہارا لیتا ہے اور اپنے اس خزانے کو آنے والے وقت کے لئے محفوظ کرتا ہے، اپنے وقت میں وہ اپنے گرد موجود لوگوں کی تربیت کرتا ہے اور مستقبل میں نظم و نثر کی صورت میں دوسرے لوگ ان تعلیمات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

میان خلق نامش ماند جاوید
بدانائی شدہ روشن چو خورشید

ترجمہ: لوگوں کے درمیان اس کا نام زندۂ جاوید رہا اور دانائی میں وہ سورج کی طرح روشن ہو گیا۔

تشریح: اسی منظوم و منثور خزانے کے باعث لوگوں میں اس کا نام زندۂ جاوید رہتا ہے اور وہ سورج کی طرح عیاں ہو جاتا ہے، خود پیر نے مقامِ روحانیت کے ان عظیم رازوں کو نظم و نثر میں محفوظ کر کے جہان علم و حکمت میں جاودانی دوام پایا۔

مرا این آرزو در دل چو برخاست
روانم این چنین معنی بیاراست

ترجمہ: میرے دل میں جب سے یہ آرزو پیدا ہوئی تو میری روح اس قسم کے معنی آراستہ کرنے لگی۔

تشریح: اولیا و عرفا اپنے علم و حکمت کے لازوال خزانے کو محفوظ کرنے اور اس کو سورج کی طرح عیاں کرنے کی خواہش رکھتے ہیں تاکہ جو نوازش ان پر ہوئی ہے اس کا حق شکرگزاری ادا کریں اور علمی امانت کو لوگوں تک پہنچائیں، اس لئے وہ اعلیٰ حقائق کو گوناگون حسین و پرکشش مثالوں اور اشاروں میں بیان کرتے ہیں، بزرگان و عارفان جب اپنے علم کی تعریف کرتے ہیں تو یہ ان کی اپنی خودنمائی کی خاطر نہیں ہے، بلکہ اس سے لوگوں کو علم و حکمت کے خزانے کی طرف بھرپور توجہ دلانا مقصود ہے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

کتاب کی تاریخ کے بارے میں

نہادم این کتاب روح پرور
گشادم بر دل اھل خرد در

ترجمہ: میں نے یہ روح پرور کتاب لکھی اور اس کے ذریعے عقل والوں کے دل پر ایک دروازہ کھول دیا۔

تشریح: اس نظم میں پیر ناصر خسروؒ روشنائی نامہ کی تکمیل پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کتاب کے ذریعے انہوں نے روح وعقل کی پرورش کا سامان مہیا کر دیا ہے اور گویا دانشمندوں کے دل کے لئے ایک دروازہ کھول دیا جہاں سے وہ شہرِ حکمت کے بھیدوں کو پاسکیں۔

بشعر خوب شیرین جانفزایم
بحکمت در سخن معجز نمایم

ترجمہ: میں اچھے شیریں اشعار کے ذریعے جان کی قدر میں اضافہ کرنے والا ہوں اور شاعری میں حکمت کے ذریعے معجزہ دکھاتا ہوں۔

تشریح: پیر اپنی مایہ ناز شاعری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کے

اشعارِ انگبین عاشق کی روحانی اور عقلی زندگی کے سرمایے میں اضافہ کرتے ہیں اور چونکہ اس شاعری کا سرچشمہ علمِ خاندانِ رسولؐ ہے، اس لئے اس شاعری میں ہمہ وقت حکمت کا معجزہ ہے۔

چو دریائی کہ باشد آب او خوش
چو عالی آسمانی خوب و دلکش

ترجمہ: یہ (شاعری) ایک ایسے دریا کی طرح ہے جس کا پانی خوش ذائقہ ہے اور ایک بلند آسمان کی طرح ہے، جو بہت ہی خوبصورت اور دلکش ہے۔

تشریح: پیر نے اس شعر میں اپنی شاعری کو ایک خوش ذائقہ دریا کا پانی کہا ہے کیونکہ ان کا علم حق الیقین کے سرچشمے سے آرہا ہے، نیز اپنی شاعری کو اعلیٰ بھیدوں کا حامل ہونے اور اس کی معنوی بلندی کی وجہ سے آسمان سے تشبیہ دی ہے۔

مر این را روشنائی نام ناست
خرد را روشنائی زین بکاست

ترجمہ: اس (شاعری) کا نام روشنائی نامہ ہے اور اسی کلام سے عقل کو روشنی حاصل ہوتی ہے۔

تشریح: پیر نے یہاں اس منظوم شاہکار کے نام کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کا نام روشنائی نامہ ہے، یہ معرفت کی روشنی یعنی نورِ عرفان، نورِ ایقان اور نورِ ایمان ہے جس سے روح و عقل کو تابندگی ملتی ہے۔

بسال چہار صد سہ بیست برسر
کہ ہجرت کرد آن روح مطہر

ترجمہ: اس روحِ مقدس (حضرت محمدؐ) کی ہجرت سے اس وقت تک ۴۶۰ سال گزرے ہیں۔

تشریح: یہاں اس کتاب کے مکمل ہونے کے سال کا تعین اس طرح کیا گیا ہے کہ یہ کتاب رسول اکرم صلعم کی ہجرت کے ۴۶۰ سال بعد لکھی گئی ہے۔

محمد آنکہ از ما باد بدرود
روان را رہنمای جنّت او بود

ترجمہ: حضرت محمدؐ، جن پر ہماری طرف سے درود ہو! روح کے لئے جنّت کے رہنما تھے۔

تشریح: حضرت محمدؐ انسانیت کیلئے رحمۃ للعالمین اس معنی میں ہیں کہ وہ انسانی ارواح کے لئے جنت کے رہنما تھے۔

رسیدہ جرم خور در برج ماھی
گرفتہ درحمل مہ پادشاھی

ترجمہ: سورج کا جرم برج حوت میں تھا اور چاند برج حمل کا بادشاہ بنا تھا۔

تشریح: پیر اس کتاب کی تکمیل کے وقت سورج اور چاند کے مقام کے بارے میں بھی بتا رہے ہیں کہ اس کتاب کے مکمل ہونے کی اُس پر سعید گھڑی میں سورج برج حوت اور چاند برج حمل میں تھا۔

مہ شوّال از روز نخستین
قران افتادہ اندر برج شاہین

ترجمہ : ماہِ شوّال کی پہلی تاریخ تھی اور نیک بختی کے دونوں ستارے برج شاہین میں جمع ہو گئے تھے۔

تشریح : روشنائی نامہ کی تکمیل کا وقت ایک ایسی نیک ساعت تھی کہ وہ مبارک مہینے شوّال کی پہلی تاریخ، یعنی عید الفطر کا دن تھا، اور دوسری طرف قران السَّعدین، یعنی نیک بختی کے دونوں ستارے بیک وقت برج شاہین میں موجود تھے۔

بکردم ختم این فرخندہ دفتر
برون آوردم این پاکیزہ گوہر

ترجمہ : اس انتہائی خوشی دینے والی کتاب کو میں نے ختم کیا اور اس پاکیزہ موتی کو باہر نکالا۔

تشریح : پیر ناصر خسروؒ کتاب کے مکمل ہونے کے وقت آفاق و انفس کے ان احوال کی تصویر کشی کرتے ہیں جن میں یہ کتابِ مستطاب مکمل ہوئی، نیز اس کتاب کی بے شمار لفظی اور معنوی خوبیوں کی بنا پر اسے خوشی کا سرچشمہ اور قیمتی موتی قرار دیا گیا ہے۔

بیک ہفتہ رسانیدم باخر
مقالات مقدّس را سراسر

ترجمہ : میں نے ایک ہی ہفتے میں ان تمام مقدّس مقالوں کو اختتام تک پہنچایا۔

تشریح: پیر کے مطابق ایک ہفتے میں اس نیک کام کو پوری طرح ختم کرلیا گیا۔

بسی بودند اندر شاعری فحل
کہ بودی شعر شان چون زادۂ نحل

ترجمہ: شاعری میں بہت سے نامور لوگ گزرے ہیں، جن کے اشعار شہد کی طرح شیریں تھے۔

تشریح: پیر آگے آنے والے چند ابیات میں اپنی حکیمانہ شاعری کا مقابلہ دیگر شعرا سے کرتے ہیں اور اسلئے پہلے ان کی خوبیاں بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ سخن وری میں دیگر نامور لوگ بھی گزرے ہیں جن کے اشعار شہد کی طرح شیرین تصور کیے جاتے تھے۔

بسی گفتند اشعار دل آویز
بسی کردند در معنی شکر ریز

ترجمہ: انہوں نے بہت خوبصورت اشعار کہے ہیں اور معنی میں بڑے پیمانے پر شکر ریزی کی ہے۔

تشریح: ان شعرا نے بہت ہی عمدہ شاعری بھی کی جو صورت کے لحاظ سے خوب تھی اور کسی حد تک معنی کہنے میں بھی کامیاب ہوئے۔

کس این معنی بدل اندر نیاورد
وگر آورد در محفل نیاورد

ترجمہ: لیکن کسی نے بھی اس معنی کو (میری طرح) دل میں نہیں لایا، (اور) اگر لایا بھی تو

اس نے محفل میں نہیں لایا۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ نامور شعرا میں سے کسی نے معنیٰ کو اس طرح نہیں سمجھا جیسا کہ خود پیر نے، اور اگر کچھ نے سمجھا بھی ہو، تب بھی انہوں نے حکمت کو آپ کی طرح محفل میں لاکر دل نشین نہیں کرایا، یعنی معنیٰ کو سوچنے اور اسے شعر میں پر حکمت طریقے سے پرونے کا ہنر پیر ہی کا خاصہ ہے۔

خدا داند کہ این نوزادہ بکر است
زمن زاداست و او را دایہ فکراست

ترجمہ: خدا جانتا ہے کہ یہ نوزادہ دوشیزہ ہے جسے میں نے جنم دیا ہے اور اس کی دایہ (میری) فکر ہے۔

تشریح: تازہ اور اچھوتے افکار اور لاہوتی تصورات پر مبنی اپنی فقید المثال شاعری کی مثال ایک باکرہ سے دیتے ہوئے پیر فرماتے ہیں کہ ان کی فکر ہی دایہ کے طور پر کام کرتے ہوئے ایسے خوبصورت شاہکار کو جنم دیتی ہے۔

بجز من روی او را کس ندید است
نہ دست ہیچکس بروی رسید است

ترجمہ: میرے سوا کسی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا ہے اور نہ ہی کسی کا ہاتھ اس تک پہنچا ہے۔

تشریح: پیر ناصر خسرُو شاعری کے حقیقی منبع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حقائق و معارف کا جو مقام انہوں نے پایا ہے، وہ کسی اور کیلئے ممکن نہ تھا اور دیدار کی

دولت سے جس طرح وہ مالامال ہوئے ہیں، کوئی اور نہیں ہوا، اور یہی سبب ہے کہ ان کی شاعری کے معنی کا مقام بہت بلند ہے۔

کسی را راہ ننمود این ہدایت
ہمین دفتر گواہ من کفایت

ترجمہ: اس ہدایت نے (میرے سوا) کسی کی رہنمائی نہیں کی اور اس کی گواہی کے لئے میری یہی کتاب کافی ہے۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ معرفت کے ان مقامات پر پہنچنے کے لئے ہدایت حقّہ نے جیسی ان کی دستگیری کی ہے، وہ کسی اور کی نہیں کی۔

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

خاتمۂ کتاب کے بارے میں

خداوندا مرا توفیق دادے
در معنی بروئیم بر گشادے

ترجمہ: اے خداوند! تو نے مجھے توفیق عنایت کی اور معنی کا دروازہ مجھ پر کھول دیا۔

تشریح: کتاب کے خاتمے پر پیر بادشاہِ ذوالمنن کی سپاس گزاری بجالاتے ہیں کہ اسی آقا کے احسان کی بدولت ان پر باب ہای حکمت کھولے گئے اور ان کے عظیم کام میں خداوند کی توفیق شامل رہی۔

برین بیخ دلم از ابر رحمت
فرو باریدۂ باران حکمت

ترجمہ: میرے دل کی اس جڑ پر اپنے ابر رحمت سے تُو نے بارانِ حکمت برسائی ہے۔

تشریح: یہاں پیر خدا کی لازوال علمی نعمتوں کے لئے ممنونیت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ کارنامے اسی مالک کی عنایت کی مرہونِ منت ہیں، کسی حقیقی علم جُو کے دل میں ذوقِ علم کی مضبوط بنیاد پر جب وہ رحمت کی بارش برساتا ہے تو اس سے

حکمت کا عظیم درخت پیدا ہوتا ہے اور پھر اس حکیم کی قلمی کاوشیں اسی عظیم درخت کا پھل قرار پاتی ہیں، دوسرے لفظوں میں اسمِ اعظم کا نقطہ ربّ العالمین کے احسانات سے علم و حکمت کی عظیم کائنات بن جاتا ہے۔

چنین حکمت کجا اندازہ دارد
کہ جان عاشقان را تازہ دارد

ترجمہ: ایسی حکمت کا اندازہ کوئی کہاں لگا سکتا ہے جو عاشقوں کی جان کو زندہ کر دیتی ہے۔

تشریح: ایسی حکمت آمیز بارانِ رحمت سے کسی عارف کی اپنی جان اس طرح سے زندہ ہو جاتی ہے کہ وہ حیاتِ جاودانی پا لیتا ہے، نیز اسی نورانی پھوار کے باعث حکمت کی جو فصل اس کے دل میں اگتی ہے، وہ عاشقان و سالکان کی جان کو بھی تر و تازہ کر دیتی ہے، مگر ایسی حکمت کا اندازہ صرف کسی حقیقی دانا ہی کو ہو سکتا ہے۔

سپاس و شکر ای دارای ذوالمنّ
کہ بکری تازہ پیدا کردی از من

ترجمہ: شکر گزاری اور تعریف ہے اے احسانات کے مالک! کہ تو نے مجھ سے ایک نئی (علمی) دوشیزہ کو پیدا کر دیا۔

تشریح: یہاں تازہ علمی فکر اور اس نظمیہ شاہکار کو ایک حسین دوشیزہ قرار دیا گیا ہے جس میں معنوی حسن و جمال بدرجۂ کمال موجود ہے، تاہم عاشقوں کا شیوہ بس یہی ہے کہ وہ اپنی کامیابی پر احسانمندی کا اظہار کرتے ہوئے اسے قادرِ مطلق سے منسوب کریں جو ان کی تائید کا سرچشمہ ہے۔

بصد پایہ مرا رتبت فزودی
رہ تجرید و تحقیقم نمودی

ترجمہ: تُو نے میری قدر و منزلت میں سو درجہ اضافہ کیا اور مجھے تحقیق و تجرید کا راستہ دکھایا۔

تشریح: پیر شکر گزاری کے طور پر فرماتے ہیں کہ خداوند نے انہیں تحقیق و تجرید کا خزانہ عنایت فرمایا اور ان کی عزت و تکریم میں بہت اضافہ کیا۔

اگر سہوی بود در وی عفو کن
دریدہ پردۂ کارم رفو کن

ترجمہ: اگر اس میں کوئی بھول چوک رہ گئی ہے تو اسے معاف کر اور میرے عیوب کی اصلاح کر۔

تشریح: بزرگان اپنی کامیابی اور خصوصاً قلمی کامیابی کے بعد سپاس گزاری کرتے ہوئے عفو و مغفرت طلب کرتے ہیں جو مومنین کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

بجود خویشتن برمن ببخشای
روانم را بمعنیہا بیارای

ترجمہ: اپنے سخا و احسان سے مجھ کو بخش دے اور میری روح کو معنی سے آراستہ کر۔

تشریح: اسی التجا میں پیر بخشش طلب کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ ان کے وجود کو

معنی و حکمت سے آراستہ کیا جائے۔

اگر برہانی از طبع و حواسم
بود بر سر نمودن صد سپاسم

ترجمہ: اگر تو مجھے طبیعت اور حواس کی قید سے آزاد کرے تو میں صد بار تیرا شکر گزار رہونگا۔

تشریح: یہاں عناصر اربعہ اور پانچ حواس کی دنیا سے بالاتر ہو جانے کی دعا کی گئی ہے کیونکہ جب تک کوئی شخص ان میں الجھا رہے، حقیقی معنی میں کوئی علمی و قلمی کام نہیں کیا جا سکتا ہے۔

نگهدارم تو ای دانای برحق
زبان نکتہ گویم را ز ناحق

ترجمہ: اے دانائے برحق! میرا محافظ تو ہی ہے، میری حکمت بیان کرنے والی زبان کو ناحق (بولنے والوں) سے بچانے والا تو ہی ہے۔

تشریح: پیر فرماتے ہیں کہ حکمت کے اس خزانے کو حاصل کرنے میں ان کو خداوند کی یاری اور مدد حاصل رہی ہے اور وہی مولا و آقا ان کی محافظت کرنے والے بھی ہیں تاکہ ان کی زبانِ درفشاں کو ناحق تنگ کرنے والوں سے بچائے رکھیں۔

سخن در خاطر من راست بنگار
خطائی بر زبان من بمگذار

ترجمہ: کلام کو میرے دل میں درست طریقے سے نقش کر اور میری زبان سے کوئی

ISW
Institute for Spiritual Wisdom
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

لغزش نہ ہونے دے۔

تشریح: حکمت کو شاعری کی صورت میں درست طریقے سے دل میں نقش کرنے اور اسے زبان سے بہترین انداز میں بیان کرنے کیلئے طاقت کی دعا کی گئی ہے۔

زِ سرّ عقل واقف شد روانم
بدانستم کہ من چیزی ندانم

ترجمہ: عقل کے راز سے میری روح آشنا ہوگئی اور مجھ پر یہ عقدہ کھلا کہ مجھے تو اب تک کچھ بھی معلوم نہیں۔

تشریح: علم کا میوہ تواضع ہے، یعنی حقیقی عالم وہی ہے جو عاجز ہو، اسی لئے پیر حکمت کا شجرِ پرثمر بننے کے بعد تواضع سے کام لیتے ہیں، نیز راہ روحانیت کے دو اہم مراحل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب ان پر کائنات کے راز کھل گئے تو ان پر منکشف ہوا کہ سیر الی اللہ کے سفر کے اختتام پر سیر فی اللہ کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوتا ہے جو عارف کی پوری زندگی کے دورانیے میں جاری رہتا ہے۔

برین نادانی و عجزم ببخشای
مرا از فضل راہ راست بنمای

ترجمہ: میری اس نادانی اور بیچارگی پر مجھے معاف کر اور اپنے فضل سے مجھے راہ راست دکھا۔

تشریح: پیر ازراہ عاجزی و تواضع بخشش کی طلب کرتے ہوئے خداوند کے فضل کے طلبگار ہیں۔

زِ شرِّ نفس و غوغای شیاطین
اغثنی یا غیاث المستغیثین

ترجمہ: اے فریادیوں کی فریاد سننے والے مالک! مجھے نفس کے شور و غوغا سے بچا!

تشریح: اس شعر میں نیاز مندی اور تضرع اپنے عروج پر نظر آتا ہے اور اس میں نفس کے شور سے بچنے کے لئے خداوند سامع الدّعوات سے التجا کی گئی ہے۔

ختم شد

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

INSTITUTE FOR
SPIRITUAL WISDOM &
LUMINOUS SCIENCE
knowledge for a united humanity

9 781903 440643